شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کا عالمی ورکرز کنونشن سے خصوصی خطاب

بیداریِ شعور

﴿ضرورت و اَہمیت﴾

منہاج القرآن پبلیکیشنز

MINHAJ-UL-QURAN PUBLICATIONS

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کا عالمی ورکرز کنونشن سے خصوصی خطاب

بیداریِ شعور

ضرورت و اَہمیت

منہاج القرآن پبلی کیشنز

365-M, Model Town, Lahore, Pakistan
Ph : 042-111-140-140 (Ext: 153), 042-35165338 Fax: 042-35163354
www.minhaj.biz mqi.salespk@gmail.com

بیدارئ شعور

ضرورت و اَہمیت

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبین: جلیل اَحمد ہاشمی، محمد فاروق رانا

اِشاعت نمبر 1: اگست 2012ء

تعداد: 3,600

مؤرّخہ 8 اپریل 2012ء کو تحریک منہاج القرآن کا عالمی ورکرز کنونشن منعقد ہوا جو اَفرادِ ملّت میں شعور و آگہی پیدا کرنے کے لیے اپنی نوعیت کا پہلا ورکرز کنونشن تھا۔ اس موقع پر دنیا بھر کے 222 شہروں اور مقامات پر ورکرز کنونشن کی تقاریب کا اہتمام کیا گیا تھا جس کے شرکاء minhaj.tv کے ذریعے اِس عالمی کنونشن میں شریک ہوئے اور ان سب شرکاء سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کینیڈا سے براہِ راست خطاب فرمایا جس میں پاکستان کے موجودہ سیاسی و اِقتصادی اور معاشرتی حالات کے کامل تجزیہ کے ساتھ ساتھ مثبت اور پُراَمن تبدیلی کا لائحہ عمل بھی دیا گیا ہے۔ تحریکِ بیدارئ شعور کے فروغ میں حصہ لینے والے تمام کارکنان اور وطنِ عزیز میں تبدیلی کے خواہش مند جملہ اَربابِ دانش اور صاحبانِ فکر و نظر سے درخواست ہے کہ اِس حیات بخش پیغام کو ہر خاص و عام تک پہنچا دیں تا کہ وطنِ عزیز میں حقیقی تبدیلی کا خواب اپنی روح کے ساتھ شرمندۂ تعبیر ہو سکے۔

عنوانات

’جمہوریت‘ یا ’مجبوریت‘	5
حکمرانوں کی نا اندیشی	6
موسوی اِنقلاب وقت کی ضرورت ہے	8
غلامانہ سوچ اور قومی بے حسی	9
کیا پاکستان آزاد ملک ہے؟	9
نظامِ سیاست اور دجالی پنجۂ اِستبداد	10
نصاریٰ کے تین نجات یافتہ فرقوں کا بیان	11
ابھی وقت ہے!	14
دورِ فتن میں رائے عامہ کی عدم پیروی	17
اُمت سے علم و آگہی کا اٹھا لیا جانا	23
اِطاعت و اِتباع کے پانچ اُصول اور مذہبی بیداریِ شعور	26
تجدید و اِحیاء دین کے حاملین کے لیے عظیم بشارت	28
فساد کہاں سے جنم لیتا ہے	30
اِجتماعی اِصلاح کی ناگزیریت	31
اِجتماعی اِصلاح کو نظر انداز کرنے کے نقصانات	31
عذابِ اِلٰہی کا نزول	34

اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر پرکار بند جماعت کی پہچان	41
مجدد اور تجدیدِ دین	43
منہاج القرآن ایک تجدیدی و اِحیائی تحریک ہے	44
خدمتِ دین کے لیے اِنفاق فی سبیل اللہ	47
حرفِ آخر	50

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِس worldwide ورکرز کنونشن کے ذریعے چند اِنتہائی اہم چیزیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ وطنِ عزیز میں تحریکِ بیداریِ شعور کا بھرپور طریقے سے باقاعدہ آغاز گزشتہ سال کیا گیا تھا تاکہ عوام کو اِس ملک کے اَبتر حالات اور اس میں مروج دجالی نظام سے آگاہ کیا جائے جو سراسر دجل و فریب، ظلم و نااِنصافی، خیانت و بددیانتی، کرپشن و لوٹ مار اور غریبوں کو اُن کے حقوق سے محروم رکھنے پر قائم ہے۔

'جمہوریت' یا 'مجبوریت'

مملکتِ خداداد میں 'جمہوریت' کی بجائے 'مجبوریت' کا نظام نافذ ہے۔ جمہوریت تو درحقیقت کاروبارِ حکومت میں عوام کی شراکت کا نام ہے لیکن یہاں جمہوریت عوام کو کاروبارِ حکومت میں شراکت سے محروم اور دور رکھنے کی ایک ساز باز کا نام ہے۔ یہ جمہوریت ایک فیصد لوگوں کے لیے ان کی عیاشی اور کاروبار کا ذریعہ ہے۔ ملک کے تمام وسائل و ذرائع اور مال و دولت پر گنے چنے مخصوص لوگوں پر مشتمل مافیا قابض ہے۔ اس ملک کے غریب اٹھارہ انیس کروڑ عوام کے لیے نہ روزگار ہے نہ کوئی ذریعہ معاش، نہ وسائل نہ معیشت، نہ عدل و انصاف ہے، نہ جان و مال کا تحفظ۔ عوام کو یہاں حقوق حاصل ہیں نہ ان کی عزت و آبرو محفوظ ہے، حتی کہ ملک کے اٹھارہ کروڑ عوام کو جینے کا حق بھی حاصل نہیں رہا۔ ملکی حالات اس قدر گھمبیر و دگرگوں ہو چکے ہیں کہ لوگ اب یہ بحث کرنے اور سوچنے لگ پڑے ہیں کہ پاکستان کا قیام کہیں غلط فیصلہ تو نہیں تھا۔ معاذ اللہ! استغفر اللہ! کیا یہ ملک عوام کی بجائے صرف خاص اشرافیہ اور ایک مخصوص طبقہ کے لیے بنایا گیا تھا؟ یہ صرف بڑے بڑے مال دار لوگوں کے تحفظ کے لیے بنا تھا یا اس ملک کا قیام اس ملک کے غریب اور پسے ہوئے مجبور لوگوں کے لیے بھی تھا؟ کیا مزدوروں، کسانوں، چھوٹے ملازمت پیشہ لوگوں اور ان کی اولادوں کو اس ملک میں جینے کا کوئی حق نہیں؟ کیا

یہ ملک ان سفید پوش لوگوں کے لیے بھی ہے جو رزق حلال پر زندہ رہنا چاہتے ہیں؟ سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ ملک اٹھارہ کروڑ عوام کے لیے بنا ہے یا صرف ان چند ہزار خاندانوں کے لیے کہ مال و دولت، سیاست و معیشت، ذرائع و وسائل غرضیکہ ہر چیز پر ان کا قبضہ ہو اور اُن کے سوا اٹھارہ کروڑ عوام میں کسی کا کوئی حق نہ ہو؟ عوام کا حق صرف جل کے مر جانا یا سڑکوں پر ٹائر جلا کر احتجاج کرنا ہے۔ عوام کا حق صرف لٹتے رہنا اور مہنگائی و محرومیت کی آگ میں جھلستے رہنا ہے۔ یہ ساری زندگی عدالتوں کے دھکے کھاتے ہیں۔ مایوس اور بے بس نگاہوں کے ساتھ جلتے مستقبل کو دیکھتے رہنے کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔ نام نہاد سیاسی لٹیروں کا یہ کہنا کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں اور عوام کے بھیجے ہوئے ہیں، سب فراڈ ہے؛ یہ سب ان کا دجل و فریب ہے، مکاری ہے، کذب بیانی ہے۔ یہ سارا دجالی نظام ہے جو ظلم و ستم، جبر و بربریت اور کرپشن پر قائم ہے۔ اس نظام میں شریف اور کم زور کی عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رہنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ حقیقت یہ ہے اس نظام میں ان کمزور عامۃ الناس کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں جو اس ملک کا مستقبل روشن دیکھنا چاہتے ہیں۔

حکمرانوں کی نا اندیشی

ملک کی صنعت اور انڈسٹری بند پڑی ہے۔ اس معاشی بد حالی کے باعث بے روزگاری نے مزدوروں، محنت کشوں کو روٹی کے نوالے تک کا محتاج کر دیا ہے۔ بد امنی عام ہے۔ طبقاتی کشمکش بڑھتی جا رہی ہے جس کے باعث قتل و غارت اور لوٹ مار کا بازار گرم ہے، امن و امان تباہ ہے لیکن ملکی حکمرانوں اور لیڈروں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ اس کے برعکس ہمسایہ ملک بھارت کو دیکھیں کہ ایک ہی وقت میں دو آزاد خود مختار ملک وجود میں آئے تھے۔ پاکستان کے برعکس بھارت کی معاشی ترقی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یورپ، انگلینڈ، امریکہ اور کینیڈا سمیت تمام مغربی دنیا نے اپنی پوری ٹیکنالوجی خاص طور پر IT technology انڈیا منتقل کر دی ہے۔ بنگلور پوری دنیا کا IT capital بن

گیا ہے۔ ساری یورپی اور مغربی دنیا کی ٹیکنالوجی یونہی تو بھارت منتقل نہیں ہوگئی! اس کے کچھ اسباب ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت نے مسلسل جدوجہد سے دنیا بھر میں ٹیکنالوجی میں اپنا ایک نام پیدا کر لیا ہے۔ یہی حال دیگر شعبوں کا ہے۔

انڈیا کرپشن سے پاک ملک نہیں ہے وہاں بھی کرپشن ہے مگر وہاں کرپشن کی ایک حد ہوگی اگر کرپشن کرتے ہیں تو قوم پر بھی خرچ کرتے ہیں۔ قوم کو اتنا خوشحال بنایا کہ وہاں ایک عام سپاہی، کلرک، پرائمری ٹیچر کی تنخواہ پاکستانی کرنسی کے مطابق 50 ہزار روپے ماہانہ سے شروع ہوتی ہے۔ ماہانہ اخراجات کے بعد ایک معقول حد تک ان کی ماہانہ بچت ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ عہدوں پر تنخواہوں کے بنیادی اسکیل پاکستانی کرنسی کے مطابق ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ روپے سے شروع ہوتے ہیں، اس سے بھارت میں عوام کی معاشی ترقی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس کے برعکس پاکستان میں ساری کرپشن ہی کرپشن ہے، یہاں قوم کا نہ کوئی خیال ہے نہ حیا ہے نہ لحاظ، یہاں اقتدار پر قابض ہر شخص ہر وقت جھوٹ بولتا ہے حتی کہ اسمبلی کے فلور پہ بڑے سے بڑا ذمہ دار شخص بھی 24 گھنٹے جھوٹ بولتا ہے۔ ہر وزیر جھوٹ بولتا ہے۔ ہر بیان جو میڈیا پر آتا ہے حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔مختلف ٹی وی چینلز پارلیمنٹ کے فلور پہ دیے گئے بیانات کو اگلے ہی روز ننگا کر کے دکھا دیتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولا گیا۔ بتایا کچھ اور گیا تھا، ہو کچھ اور رہا ہے؛ مگر مجال ہے کہ اس قوم کے کانوں پر جوں تک رینگے۔کبھی کسی کے ماتھے پہ شکن نہیں آتی۔ جس ملک میں 24 گھنٹے جھوٹ بولا جائے، ہر ذمہ دار جھوٹ بولے، ہر شخص خیانت، بددیانتی اور کرپشن کرے، جہاں سپریم کورٹ فیصلے کر کر کے ہلکان ہو جائے اور کوئی پرواہ ہی نہ کرے تو اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ بحیثیت پاکستانی قوم ہمارا شعور ختم ہو چکا ہے اور ہماری آرزوئیں مٹ چکی ہیں! ہماری یہ حالت بنی اسرائیل کی غلام قوم سے مختلف نہیں ہے۔

موسوی اِنقلاب وقت کی ضرورت ہے

یاد رکھیں! جب قوم غلام بن جائے تو حکمران فرعون بن جاتے ہیں۔ اب اس قوم کے مقدر کو بدلنے کے لیے انقلاب موسوی چاہیے اور وہ اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک یہ 18 کروڑ غلام خود موسوی پیغام کے ساتھ اُٹھ کھڑے نہیں ہو جاتے۔ ان فرعونوں کے خلاف بغاوت کیے بغیر حالات نہیں سنور سکتے۔ آپ نے ضمنی انتخابات دیکھے ہیں جو حال ہی میں ہوئے ہیں۔ ان میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کو بعض جگہوں پر ستر ہزار سے نوے ہزار تک ووٹ ملے ہیں۔ مروجہ نظام پر راضی رہنے کا یہ status quo اُس مجموعی بے شعوری اور بے حسی کی خبر دے رہا ہے جس میں ساری قوم مبتلا ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کا حال ہے۔ اگر آپ کراچی چلے جائیں تو وہاں ایک امیدوار کو لاکھ سے اوپر ووٹ ڈالے گئے ہیں۔

غلامانہ سوچ اور قومی بے حسی

جب قوم کا شعور گر جائے اور اس کی صحیح رہنمائی نہ کی جا رہی ہو اور قوم بے شعوری، بے خبری اور بے آگاہی کی وجہ سے اپنی ذاتی مشکلات اور مسائل میں اتنی الجھی ہوئی ہو کہ اس کی قومی سوچ ہی ختم ہو جائے تو ان حالات میں قوم کے اندر تبدیلی کی آرزو کلیتًا معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ کسی قوم کی غلامی کی علامتیں ہوتی ہیں۔آپ نے کبھی سوچا کہ قومیں طویل مدت یعنی صدیوں تک غلامی میں کیوں مبتلا رہتی ہیں؟ اس لیے کہ غلام کی پہچان ہی یہ ہوتی ہے کہ اس میں تبدیلی کی آرزو ہی نہیں رہتی۔ وہ مستقبل کو روشن کرنے کی آرزو ہی نہیں رکھتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ اُس کا حق ہے نہ اُس کے نصیب میں ہے۔ روشن مستقبل کو وہ اپنا حق ہی نہیں سمجھتا۔ وہ صرف اُس وقت چیختا ہے جب اسے روٹی نہیں ملتی یا جب بجلی نہیں ملتی تو تب باہر نکلتا ہے۔ لوڈشیڈنگ کا دورانیہ جب بیس بیس گھنٹے تک پہنچ جاتا ہے تو غلام باہر نکلتے ہیں اور سڑکوں پر ٹائر جلاتے ہیں۔ اسی طرح پٹرول، ڈیزل اور

گیس کے مہنگے ہونے پر غلام باہر نکلتے ہیں، سینہ کوبی کرتے ہیں، ٹائر جلاتے ہیں اور جب حکمران پٹرول، ڈیزل، گیس کو آٹھ نو روپے مہنگا کرنے کے بعد پھر ایک روپیہ کم کردیتے ہیں تو وہ حکمرانوں سے مطمئن اور خوش ہو کر واپس گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ فراعینِ وقت کو علم ہوتا ہے کہ غلاموں کی یہی نفسیات ہوتی ہے کہ ان پر ظلم و ستم جاری رکھا جائے اور جب بہت چیخیں تو تھوڑی سی تخفیف کردو تو خوش ہو جائیں گے کہ چلو کچھ تو مل گیا۔ یہی غلامانہ ذہنیت ہے۔ کیا یہ سلسلہ پاکستان میں جاری نہیں؟

یہاں کتنے قتل ہو رہے ہیں، اِنسانی جانیں تلف ہو رہی ہیں، قوم کبھی سڑکوں پہ اجتماعی طور پر نہیں نکلی تاکہ اس نظام کو چیلنج کریں کہ جان و مال کے محافظ کہاں مر گئے۔ اس ملک میں کتنی قتل و غارت گری ہو رہی ہے، عزتیں لٹ رہی ہیں، تیزاب پھینکے جا رہے ہیں، بیٹیاں اٹھائی جا رہی ہیں، خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ قوم کبھی باہر نہیں نکلی۔ اس لیے کہ قوم بے حس ہو چکی ہے۔ محلے میں دائیں بائیں قتل ہو جاتے ہیں لیکن کسی کی آنکھ نہیں بھیگتی، آنسو نہیں گرتا۔ جب اس کی اپنی جان پر بنتی ہے اس کی اپنی گاڑی میں پٹرول نہیں ڈلتا، چولہا نہیں جلتا، گھر میں بجلی نہیں آتی یعنی ذاتی زندگی جب مشکل میں پڑتی ہے، روزگار بند ہو جاتا ہے، فیکٹری بند ہوتی ہے، نوکری سے نکالے جاتے ہیں؛ تب وہ چیختا ہوا باہر نکلتا ہے یا اس کے ساتھ چند باقی لوگ جو خود مضروب و مجروح اور مظلوم ہوئے؛ انفرادی طور پر چیختے ہوئے باہر نکلتے ہیں لیکن قوم مجموعی طور پر ٹس سے مس نہیں ہوتی۔

کیا پاکستان آزاد ملک ہے؟

پوری قوم کی گاڑی میں تیل نہیں ہے، پوری قوم کا چولہا بند ہے، پوری قوم کی عزت لٹ رہی ہے، جان و مال محفوظ نہیں، قومی سالمیت بک چکی ہے۔ پاکستان اس وقت کالونی بن چکا ہے۔ اس کے پاس اب کوئی آزادی اور خودمختاری باقی نہیں رہی۔ حکمرانوں

کی طرف سے یہ آزادی، خود مختاری کی باتیں سیاسی بیانات ہیں جو صرف جھوٹ، دجل فریب اور ایک مکاری ہے۔ یہ اس بدقسمت ملک کے سیاست دانوں کی عیاری ہے کہ قوم کو ہمیشہ دھوکے میں رکھیں اور لوگوں کو سبز باغ دکھا کر بہلاتے رہیں۔

انہوں نے یہاں دین کو بیچ دیا۔ اس کا نظریہ، اس کی نسلیں حتی کہ اس کے اپنے مستقبل کو بیچ دیا ہے۔ اب آپ کے پاس صرف یہ زمین ہے اور اس پر دیکھنے کو چند عمارتیں ہیں یا وہ رقوم ہیں جو غیر ملکی قرضوں اور امداد کی شکل میں آتی ہیں جسے کھانے والے کھا پی جاتے ہیں۔ اب ایک راستہ تو یہ ہے کہ اسی status quo پر گزارا کیا جائے اور اس طرح گزارا کرنے کا انجام پھر اور بدتر ہوتا ہے، اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ لوگوں کو کم سے کم اس خوفناک وقوع پذیر ہونے والی حقیقت سے آگاہ کیا جائے جو مکمل قومی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

نظامِ سیاست اور دجالی پنجۂ اِستبداد

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نظام کا حصّہ بن کر ہی نظام کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس نظام میں شریک ہوئے بغیر نظام کیسے بدلا جاسکتا ہے؟ نظام میں ہوں گے تو بدلیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے پندرہ سال اس نظام میں رہ کر تمام ممکنہ کاوشیں کر کے دیکھ لیں۔ 1989ء سے لے کر 2004ء تک پندرہ سال تک ہم نے یہ عمل کر لیا ہے جو کچھ لوگ اب کرنے کے لیے نکلے ہیں؛ جب کہ کئی 60 سال سے اسی نظام میں رہ کر نظام کو بدلنے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ مگر یاد رکھیں اس نظام کا حصہ بننے والے کبھی نظام کو بدل نہیں سکتے۔ نظام بہت بڑی طاقت ہے، یہ ایک اژدھا ہے۔ جو کوئی اس ملک کے موجودہ نظام کا حصہ بنے گا یہ نظام اُسے پیس کر رکھ دے گا، ایسے جیسے چکی میں گندم کے دانے پس جاتے ہیں یا چنے پس جاتے ہیں۔ اس نظام کا حصہ بن کے کبھی تبدیلی نہیں آ سکتی، اگر تبدیلی آ سکتی ہے تو اس نظام کے ساتھ ٹکرانے سے آئے گی۔ کسی کو

اگر تبدیلی لانے کا شوق ہے تو وہ اس نظام سے ٹکرائے۔ اس نظام میں داخل ہو کر اس کو بدلنے کی آرزو کرنے والے میرے کلمات لکھ لیں کہ بس ایک الیکشن کے بعد ہی ان کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نظر آجائے گا اور سمجھ آجائے گی کہ نظام کیسے بدلتا ہے۔ کیونکہ اس نظام میں داخل ہو کر اس کو بدلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں بچتا، آپ گورنمنٹ میں جائیں گے یا اپوزیشن میں رہیں گے۔ اپوزیشن بھی اسی نظام کا حصہ ہوتی ہے، اس کا ایک اپنا ایجنڈا ہوتا ہے، وہاں آپ الگ رہ نہیں سکتے۔ چونکہ اکثریتی گروپ کا ایک نمائندہ قائد حزبِ اِختلاف بن جاتا ہے، صرف وہی اپوزیشن کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور اگر آپ تنہا اپنا ایک چھوٹا سا گروپ لے کر چلنا چاہیں تو چلتے رہیں؛ سوائے status quo کو اپنانے کے کوئی دوسری راہ نہیں بچتی۔ چنانچہ سسٹم کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کی ضرورت ہے۔ (اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شعور بیدار کریں؛ اور ہمارے پاس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اس کے علاوہ کوئی اور ذمہ داری نہیں کہ قوم کا شعور بیدار کریں۔)

نصاریٰ کے تین نجات یافتہ فرقوں کا بیان

اِس موقع پر ایک حدیث مبارکہ کا حوالہ دے رہا ہوں جو بڑی relevant ہے اور ہمارے آج کل کے حالات پر اس کا کامل اطلاق ہوتا ہے۔ اسے حکیم ترمذی نے ’نوادر الاصول‘ میں بیان فرمایا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا:

هَلْ تَدْرِي أَيَّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟

کیا تمہیں معلوم ہے کہ سب سے بہتر جاننے والا (اور سمجھنے والا) آدمی کون ہے؟

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے عرض کیا:

اَللهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ أَعْلَمَ النَّاسِ أَبْصَرُهُمْ بِالْحَقِّ، إِذَا اخْتَلَفَ النَّاسُ. (۱)

سب سے بہتر جاننے والا وہ شخص ہے جو لوگوں میں اِختلافِ (رائے) کے وقت حق کی سب سے زیادہ بصیرت رکھنے والا ہو۔

یعنی جب لوگوں میں رائے بٹ جائے اور اِختلاف پیدا ہو اور کسی کو یہ پتا نہ چلے کہ حق کیا ہے، تو اُس وقت حق کو کامل بصارت اور بصیرت کے ساتھ دیکھنے، جاننے اور سمجھنے والا شخص ہی بڑا عالم ہوگا۔ یہ بات فرما کر آقا ﷺ نے فرمایا:

وَاخْتَلَفَ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، نَجَا مِنْهُمْ ثَلَاثٌ وَهَلَكَ سَائِرُهَا فِرْقَةً. (۲)

اور ہم سے پچھلے لوگ (نصاریٰ) بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے۔ ان میں سے تین فرقوں کو نجات ملی اور باقی سب ہلاک ہوگئے۔

72 فرقوں میں سے تین کو اللہ رب العزت نے بچا لیا۔ اس حدیث نبوی میں پاکستانی قوم کے لیے بہت اہم پیغام ہے۔ وہ تین فرقے کون سے تھے؟ آقا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں سرخرو ہونے اور نجات پانے والا پہلا طبقہ وہ تھا جو ان حکمرانوں اور لیڈروں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا جو قوم میں تباہی کرنے والے، دین کی قدروں کو مسمار کرنے والے، قوم کے حقوق پہ ڈاکہ زنی کرنے والے، قوم کو گمراہ کرنے والے، قوم کے اَخلاق و اَعمال کو برباد کرنے والے، قوم پر ظلم کرنے والے؛ غرضیکہ ہر لحاظ سے پوری society کو برباد کرنے والے تھے۔

(۱) حکیم ترمذی، نوادر الأصول فی أحادیث الرسول ﷺ، ۱:۸۶
(۲) حکیم ترمذی، نوادر الأصول فی أحادیث الرسول ﷺ، ۱:۸۷

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں تو ہماری معاشرتی، سماجی، معاشی، سیاسی، اخلاقی تباہی و ابتری کی ذمہ دار بھی یہی political leadership ہے۔ سو ایک طبقہ جس کو نجات ملی وہ وہ تھا جو دین عیسی کو بچانے کے لیے ان حکمرانوں اور لیڈروں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا یعنی اس طبقہ نے اپنے دین کی قدروں اور تعلیمات کو بچانے کے لیے جہاد کیا۔ یاد رہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات زیادہ تر رحمت، اخلاقیات اور انسانی قدروں پر مبنی تھیں اور ان کے لیے شریعت کے احکام وہی تھے جو سیدنا موسی علیہ السلام پر نازل ہونے والی آسمانی کتاب تورات سے چلے آرہے تھے۔ وہ طبقہ جو دین عیسی کو بچانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا حکمرانوں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا کیونکہ ظالم اور جابر فراعین کبھی نہیں چاہتے کہ کوئی ان کے سامنے سر اٹھائے اور ان کے باطل کو باطل، ان کے جھوٹ کو جھوٹ کہے، ان کے ظلم کو ظلم کہے اور ان کے مکارانہ افعال پر انگلی اٹھائے۔ چنانچہ دینی قدروں کو بچانے پر وہ شہید کر دیے گئے۔ یہ وہ طبقہ تھا جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نجات دے دی یعنی آخرت میں دوزخ میں جانے سے بچا لیا۔

پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرا طبقہ وہ تھا کہ جن کے اندر اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ حکمرانوں سے ٹکرا سکیں ان سے جنگ لڑ سکیں اور حکمرانوں کے خلاف عملاً برسرِ پیکار ہو سکیں۔ وہ اپنی قوم پر ہونے والی ناانصافیوں اور مظالم کے خلاف ان کے مردہ قلوب و اَذہان میں شعور کو بیدار کرنے کے لیے بیداری شعور کا علم لے کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ وہ دوسرا طبقہ ہے جس میں آپ کو شامل کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اس دوسرے طبقے نے قوم کو اللہ کے دین کی طرف بلایا، انہیں حق پر ثابت قدم رہنے اور انسانی واخلاقی قدروں کے احیاء کی جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی امانت و دیانت اور سچائی پر اپنی زندگیوں کو استوار کرنے پر اُبھارا۔ اس دوسرے طبقے کے لوگ حکمرانوں سے تو نہیں لڑ سکے مگر عوام کے اندر ان کا شعور بیدار کرنے کے لیے دعوت اِلی الحق لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے، انہوں نے اپنی طرف سے پوری کاوش کی مگر ان کی اس جد و جہد کو بھی ان ظالم و

جابر فرعون حکمرانوں نے برداشت نہ کیا اور اس دوسرے طبقے کو بھی شہید کر دیا۔ اس دوسرے طبقے کو بھی اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی اور اُسے ہلاک ہونے یعنی آخرت میں ناکام ہونے سے بچا لیا۔

ابھی وقت ہے!

ہمارے لیے اس میں بہت بڑا پیغام ہے۔ ہمارے حکمران ابھی اس قدر جبر و استبداد کرنے کے قابل نہیں ہوئے کہ قتل و غارت گری سے بیداریِ شعور کی مہم کو ناکام کر سکیں۔عوام کا شعور بیدار کرنے کے لیے اٹھیں،عوام کو حق سے آگاہ کرنے کے لیے اور اس نظام کے دجل و فریب اور عیاری و مکاری کا پردہ چاک کرنے کے لیے پراُمن طریقے کی جد و جہد کریں۔ اگر ہم یونین کونسل لیول پر، تحصیلوں اور اَضلاع میں حسبِ قانون پُراَمن اجتماعات کے ذریعے اِحتجاج کرتے ہیں،کوئی توڑ پھوڑ نہیں کرتے،کسی شخص کو گزند نہیں پہنچاتے،کسی بلڈنگ کو نقصان نہیں ہونے دیتے،کوئی تشدد کی کارروائی نہیں کرتے، سراپا اَمن بن کر پُراَمن احتجاج کرتے ہیں اور لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد کرتے ہیں،اس مقصد کے لیے گول میز کانفرنس کرتے ہیں،سیمینار کرتے ہیں یا پمفلٹ شائع کرتے ہیں تو ابھی اس کا موقع ہے۔ یہ سارے وہ طریقے ہیں جنہیں non-violent means کہتے ہیں۔ یہ بیداری شعور کے لیے non-violent resistance ہے۔ ابھی صورت حال اس مقام پر نہیں پہنچی کہ پُراَمن جد و جہد کے سارے راستے مسدود کر دیے جائیں اور ایسا کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے۔مگر حدیث مبارکہ میں جس دوسرے طبقے کا ذکر کیا گیا جنہیں پُراَمن ہونے کے باوجود قتل کر دیا گیا تو اس کی وجہ یہ بنی کہ وہ اپنی جد و جہد میں بہت late ہوگئے تھے۔ شعور بیدار کرنے کی جد و جہد شروع کرنے میں انہوں نے بڑی تاخیر کر دی تھی کیونکہ جب جابر و قاہر،فرعون و نمرود صفت حکمرانوں کا پنجۂ استبداد مضبوط ہو جاتا ہے تو پھر ایسی اٹھنے والی آواز کو بھی ختم کر دیا جاتا ہے۔ ابھی وقت ہے کہ تحریک بیداریِ شعور کے لیے اٹھ

کھڑے ہوں، ابھی مہلت ہے۔ پھر یہ بھی نہیں رہے گی اور ظلم و بربریت کا نظام آ جائے گا۔ ہم بتدریج اسی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اِحتجاج کرنے والوں کو جمہوریت کے نام پر کچل دیا جائے گا اور کسی میں آواز اٹھانے کی بھی ہمت نہیں ہوگی۔ آپ کہیں گے: کیسے؟ یہ اس لیے کہ ہمارا ملک کالونی بن چکا ہے۔ بس اس ایک جملے میں سارا کچھ پنہاں ہے یعنی اب ہم آزاد نہیں رہے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ اپنی آزادی کی جنگ لڑیں۔ ابھی سودے ہوتے پھرتے ہیں، کچھ ہوگئے کچھ ہو رہے ہیں اور اگر ایسے ہی لوگوں کے پاس قیادت رہی تو مزید سودے مکمل ہو جائیں گے۔

پھر آقا ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد ایک تیسرا طبقہ وہ تھا جن کے اندر یہ طاقت نہیں تھی کہ حکمرانوں کے سامنے اٹھ کر ڈٹ سکے یا عوام کے اندر کھڑے ہو کر حق بیان کرتے ہوئے ان کے شعور کو بیدار کرنے کی کوئی جد و جہد کر سکے۔ اسی طرح وہ دینِ حق اور اس کی اَقدار کو زندہ کرنے کے لیے دعوت و تبلیغ کی جد و جہد بھی نہیں کر سکے۔ جب یہ دونوں کام نہیں کر سکے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَسَاحُوا فِي الْجِبَالِ وَتَزَهَّدُوا فِيهَا.[1]

تو پھر وہ شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں (اور جنگلوں و غاروں) میں چلے گئے اور وہاں جا کے رہبانیت اختیار کر لی۔

یعنی وہ دنیا سے کٹ کر تنہا غاروں، جنگلوں اور پہاڑوں میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے، آبادیوں سے کٹ گئے، یہی ان کا آخری انجام ہوا۔ اب اگر اپنا دین کسی کو بچانا ہو تو پھر تیسری option کے طور پر پھر وہ جنگلوں، پہاڑوں اور غاروں میں جائے گا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ یہ زمانہ میری امت پر بھی آئے گا۔ چنانچہ اس سے پہلے جو ہوتا ہے کر لو۔

(۱) حکیم ترمذی، نوادر الأصول فی أحادیث الرسول ﷺ، ۱:۸۷

قرآن حکیم میں رہبانیت اختیار کرنے والوں کا ذکر سورۃ الحدید میں ملتا ہے جہاں ان لوگوں کے لیے فرمایا گیا:

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿(١)

اور رہبانیت (یعنی عبادتِ الٰہی کے لیے ترکِ دنیا اور لذّتوں سے کنارہ کشی) کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی، اسے ہم نے اُن پر فرض نہیں کیا تھا، مگر (انہوں نے رہبانیت کی یہ بدعت) محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے (شروع کی تھی) پھر اس کی عملی نگہداشت کا جو حق تھا وہ اس کی ویسی نگہداشت نہ کر سکے (یعنی اسے اسی جذبہ اور پابندی سے جاری نہ رکھ سکے)، سو ہم نے اُن لوگوں کو جو ان میں سے ایمان لائے (اور بدعتِ رہبانیت کو رضائے الٰہی کے لیے جاری رکھے ہوئے) تھے، اُن کا اجر وثواب عطا کر دیا اور ان میں سے اکثر لوگ (جو اس کے تارک ہوگئے اور بدل گئے) بہت نافرمان ہیںo

ان کے لیے قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں واضح کردیا گیا کہ اللہ نے ان پر رہبانیت فرض نہیں کی تھی، انہوں نے خود یہ راستہ اپنالیا۔ اس تیسرے طبقے کا قرآن و حدیث نے پورا پس منظر بتا دیا کہ یہ راستہ انہوں نے اپنے طور پر اللہ کی رضا کے لیے اپنایا کہ چلو ہم اگر لوگوں کا شعور بیدار نہیں کر سکتے اور سوسائٹی میں دینی و انسانی اور اَخلاقی قدروں کو زندہ رکھنے کی عملی جد و جہد نہیں کر سکتے یعنی حکمرانوں سے ٹکر نہیں لے سکتے تو پھر اپنا دین بچانے کے لیے غاروں اور جنگلوں میں چلے جائیں۔ چنانچہ وہ راہب بن گئے۔ یہاں سے رہبانیت شروع ہوئی۔ تو جنہوں نے رہبانیت کے حقوق کما حقہٗ ادا کیے تو اللہ

(۱) الحدید، ۵۷: ۲۷

نے فرمایا: ہم نے ان کو بھی اجر عطا کر دیا، بیشک یہ ہمارا حکم نہیں تھا مگر چونکہ میری رضا کے لیے انہوں نے یہ راستہ اپنایا، تو ان کو بھی اجر دے دیا۔ لیکن جب اگلی نسلیں آئیں تو وہ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکیں؛ یعنی رسم رہ گئی اور حقیقت ختم ہوگئی اور وہ فسق و فجور کی طرف چل پڑے۔

یہ ایک راستہ ہے جو بیداریِ شعور کے سلسلے میں ہمیں اس حدیث مبارکہ سے ملتا ہے۔ آگاہ ہوجائیں کہ ہم اس دور میں داخل ہوچکے ہیں کہ اگر ہم قوم کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد جاری نہیں رکھیں گے اور دعوت اِلی الحق کا فریضہ ادا نہیں کریں گے تو دنیا میں جو ہونا ہے وہ تو ہو ہی رہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں ناکام ہونے والوں میں شامل نہ فرما دے۔ (العیاذ باللہ!)

دورِ فتن میں رائے عامہ کی عدم پیروی

ہم اِس وقت اُس زمانے میں داخل ہوچکے ہیں جس کی خبر حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑے واضح طور پر فرما دی ہے.

1. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ ...... يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا.(۱)

قیامت سے پہلے فتنوں کا دور آجائے گا ...... لوگ اپنے دین کو دنیا کی خاطر بیچیں گے۔

یعنی لوگ اپنے دین کو دُنیوی اَغراض و مقاصد اور مال و دولت کے عوض بیچ ڈالیں گے اور

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء ستکون فتن، ۴:۴۲۳، رقم:۲۱۹۷

کرپشن کا کلچر عام ہوگا۔ ہر شخص اِلّا ما شاء اللہ اسے بطور کلچر اپنائے گا۔ ہم اُسی دور میں داخل ہو چکے ہیں۔

2. پھر اِسی موضوع پر ایک اور حدیث مبارکہ ہے جسے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ.

تمہارے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ جہالت اترے گی، علم اٹھ جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْقَتْلُ. (۱)

قتل۔

اس حدیث مبارکہ میں ہمارے اِس زمانے کی طرف واضح اشارہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانوں کے بعد آگے ایک زمانہ ایسے آئے گا جس میں جہالت جہالت چھا جائے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا یعنی علم کے سچے حامل اور وارث اٹھ جائیں گے اور قتل و غارت گری عام ہو جائے گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مخصوص علامات بیان کردی ہیں۔ کیا ہم اس دور میں داخل نہیں ہوگئے؟ آقا علیہ السلام نے اس زمانے کو دو اور علامتوں کے ساتھ جوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جہالت یعنی بے شعوری کا غلبہ ہو جائے گا

(۱) ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم، ۴:۴۲۷، رقم: ۴۰۵۱

اور علم اور شعور اٹھا لیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قوم کی غالب اکثریت اِس وقت شعور سے عاری ہے اور اُنہیں حق کی پہچان نہیں رہی۔ علم و شعور سے آگہی ناپید ہے اور جاہل لوگ مسندوں پر براجمان ہیں۔ جب حالات ایسے ہو جائیں کہ عوام کی اکثریت کے پاس حق کا شعور نہ رہے، اچھے برے کی تمیز نہ رہے اور اپنی زندگی، اپنے مقدر، اپنی سوسائٹی اور اپنے ملک اور قوم کے مستقبل کے لیے اچھے فیصلے کرنے کی صلاحیت سلب ہو جائے؛ مفاد پرست طبقہ ان کو اندھا کردے اور انہیں اپنے ذاتی مسائل میں الجھا کے بالکل بے بس اور بے کس کردے تو یاد رکھ لیں کہ ایسے وقت میں عوام کی رائے کے پیچھے نہیں چلا جاتا۔ یہ بات شاید بہت سے لوگوں کو آج بڑی عجیب اور اجنبی لگے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم آج اِس حال میں ہیں کہ عوام کی رائے کی پیروی کرنا جہالت اور گمراہی کے پیچھے چلنے کے مترادف ہے۔ یہ کیسے عوام ہیں جو سمگلروں، قاتلوں، ڈاکوؤں، جابر وڈیروں، نا انصاف اور ظالم لیڈروں کو - جنھوں نے انہیں غلام اور بے وقوف بنا رکھا ہے - اپنی پسند سے اپنے حاکم منتخب کرتے ہیں؟ قوم کو انہوں نے غلام بنا دیا ہے۔ غلاموں کی کیا رائے ہوگی؟ اور ان کا کیا چناؤ ہوگا؟ جب صلاحیتیں مفقود ہو جائیں اور عوام بحیثیت مجموعی بے شعوری کا شکار ہو جائے اور یہ احساس بھی نہ رہے کہ ان منتخب نمائندوں نے انہیں کس حال میں رکھا ہوا ہے تو کیسی رائے عامہ اور کیسی ان کی پیروی؟

بے حسی، بد دیانتی، کذب بیانی، خیانت اور وعدہ خلافی جیسے تمام رذائل اخلاق سے مسلم امت مجموعی طور پر کس طرح سماجی اور معاشرتی طور پر تباہ و برباد ہو جائے گی۔

3. اس کا پورا نقشہ آقا ﷺ کی ایک طویل حدیث پاک میں ملتا ہے جسے حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَخَفَّتْ أَمَانَاتُهُمْ وَكَانُوا هَكَذَا - وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. قَالَ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ. فَقُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ

ذَلِكَ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: الْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ. (۱)

ہم رسول اللہ ﷺ کے اِرد گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب تم لوگوں کو دیکھو کہ انہوں نے وعدوں کا پاس کرنا چھوڑ دیا اور امانتوں کی پروانہ رہے - اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگشت ہائے مبارک کو آپس میں پیوست کرکے فرمایا کہ یوں گتھم گتھا ہو جائیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔اُس وقت میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس وقت اپنے گھر میں ہی رہنا، اپنی زبان کو قابو میں رکھنا، اچھی چیز کو اختیار کرنا اور بری بات کو چھوڑ دینا۔ اور تم پر لازم ہے کہ (اپنے دینی و مذہبی اور معاشرتی واَخلاقی فرائض کی کامل ادائیگی کے ذریعے) اپنی جان (کو نارِ جہنم سے بچانے) کی خصوصی فکر کرو اور عام لوگوں کی رائے کی پیروی چھوڑ دو۔

حدیث کا مضمون بڑا واضح ہے کہ جب دیکھو کہ وعدے توڑے جانے لگیں، امانتوں میں خیانت کی جانے لگے بلکہ اسے کوئی اہم چیز ہی نہ سمجھا جائے، کرپشن اور وعدہ خلافی رواج پا جائے، ہر شخص جھوٹ بولے اور حق چھپائے تو عامۃ الناس کی پیروی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ (یہی وعدہ خلافی، جھوٹ، کرپشن، خیانت ہمارا کلچر بن چکا ہے اور ٹی۔وی چینلز چوبیس گھنٹے یہی منظر دکھاتے ہیں۔)

امام ابو عمرو دانی کی بیان کردہ روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

---

(۱) ابو داؤد، السنن، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ۴: ۱۰۹، رقم: ۴۳۴۳

وَإِيَّاكَ وَعَوَامَّهُمْ. (۱)

عامۃ الناس کی رائے کی تقلید سے بچو۔

4. ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ آقا ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

وَإِيَّاكَ وَالْعَامَّةَ. (۲)

عامۃ الناس کی رائے کی پیروی اِختیار نہ کرنا۔

عامۃ الناس جب بد دیانت، غاصب اور لٹیروں کو ووٹ دے کر اپنے حکمران منتخب کرنا شروع کر دیں تو ان کی رائے قابلِ اِعتماد اور قابلِ اِعتبار نہیں۔ ان کی رائے میں کوئی وزن نہیں ہے کیونکہ وہ غلاموں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی شعور کی آنکھ میں بینائی نہیں رہی۔ پیٹ کے دھندے، بے روزگاری کے خوف، جان کے خطرے، عزت و آبرو کے چلے جانے اور تعلیم کے فقدان نے ان کی شعور کی آنکھ ان سے چھین لی ہے اور وہ نابینا ہو گئے ہیں۔

ایسی صورت حال پر اس شعر کا دوسرا مصرع کس قدر صادق آتا ہے:

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دِل فریب ہیں غم روزگار کے

یعنی دنیا اور روزگار کے غموں اور پریشانیوں نے اتنا الجھا دیا ہے کہ اب کسی کو یاد کرنے کی بھی فرصت نہیں رہی۔ جب مہنگائی کے باعث پیٹوں میں بھوک کی آگ جلتی ہو۔ چولہا

---

(۱) ۱۔ دانی، السنن الواردة فی الفتن، ۲:۳۶۳، رقم: ۱۱۷
۲۔ دانی، السنن الواردة فی الفتن، ۳:۵۷۶، رقم: ۲۵۶

(۲) ۱۔ دانی، السنن الواردة فی الفتن، ۲:۳۶۵، رقم: ۱۱۸
۲۔ دانی، السنن الواردة فی الفتن، ۳:۵۷۴، رقم: ۲۵۴

جلانے کو گیس نہ ملے، پینے کو صاف پانی نہ ملے، دو وقت کی روٹی کھانے کو روزگار نہ ملے، علاج معالجے کی عدم دستیابی کے باعث مہلک اور جان لیوا بیماریاں درپے ہوں اور جان و مال، عزت و آبرو محفوظ نہ ہوں، ظلم و نا انصافی نے چوبیس گھنٹے زندگی اجیرن کردی ہو تو قیامت کے سماں میں رہنے والے لوگوں کی کیا رائے ہوگی؟ سوچیے کیسا الیکشن اور کیسی آزادیِ رائے! جب اس حالت تک قوم پہنچ جاتی ہے تو آقا ﷺ نے فرمایا: 'عامۃ الناس کی رائے کی پیروی کرنے سے بچو'۔ یعنی ایسے ناگفتہ بہ حالات میں لوگوں کے پیچھے مت چلنا، ان سے کبھی رائے نہ لینا بلکہ ان کی رہنمائی کرنا، انہیں lead کرنا اور ان کی بہتر رائے سازی کے لیے جدوجہد کرنا۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ نے ایسی جمہوریت کے بارے میں ہی کہا تھا:

اِس راز کو اِک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اِسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے

5. ایک اور موقع پر زیرِ بحث حدیث مبارکہ اِن الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

وَذَرُوْا أَمْرَ الْعَوَامِّ.(۱)

اورعوام کے اَمر کو (اُس کے حال پر) چھوڑ دو۔

یعنی عوام کا جو اَمر ہے، جو اُن کی خواہش ہے، اُن کا جو چناؤ ہے اس سے بچنا کیونکہ ان کی رائے مبنی بر حق نہیں ہوگی۔ اُن کے کہنے کے پیچھے مجبوریاں اور جبر ہوگا، مفادات کا کھیل

(۱) ۱۔ دانی، السنن الواردة فی الفتن، ۳: ۵۷۳، رقم: ۲۵۳
۲۔ نعیم بن حماد، الفتن، ۱: ۲۴۴، رقم: ۶۹۳

ہوگا، نا اَہلیت اور بے شعوری ہوگی، ان کی رائے کبھی بھی درست اور صحیح رائے نہیں ہوگی۔ سو اُن کے معاملات سے بچو اور ان کی رہنمائی کرو۔ عوام کی رائے صرف اس وقت قابل توجہ اور قبول ہوتی ہے جب ان کی رہنمائی صحیح ہو رہی ہو، ان کے شعور کی آنکھ کھلی ہو اور ان میں حق و باطل، نیکی و بدی، سچ اور جھوٹ کے امتیاز کرنے کی صلاحیت موجود ہو جو کہ اب نہیں۔

اُمت سے علم و آگہی کا اٹھا لیا جانا

ہم اِس وقت ایسے دور میں ہیں جس کی حقیقی تصویر آج سے چودہ سو سال قبل درج ذیل حدیث مبارکہ سے عیاں ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس دور میں بیداریِ شعور کی کس قدر ضرورت ہے۔

1. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا، وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ.(۱)

اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرما دینے کے بعد علم کو نہیں اٹھائے گا بلکہ یوں اٹھائے گا کہ علماء حق کو ان کے علم کے ساتھ اٹھا لے گا۔

آقا علیہ السلام نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ علم چھین لیا جائے گا یعنی صحیح حاملانِ علم اور صحیح علم و شعور اور حکمت و دانائی رکھنے والے لوگ اٹھا لیے جائیں گے۔ پھر ان میں جب کوئی صحیح علم و شعور اور حکمت و معرفت رکھنے والا نہیں بچے گا تو لوگ جاہلوں کو علماء بنا کے مسند پہ بٹھا دیں گے۔ مذہبی زندگی میں یہی تماشا ہو رہا ہے۔ جن لوگوں نے علم کے عمامے سر پہ رکھے ہوئے ہیں وہ۔ الا ماشاء اللہ۔ جاہل، بے حکمت، بے علم، بے شعور اور

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يذكر من ذم الرَّأي وتكلف القياس، ٦: ٢٦٦٥، رقم: ٦٨٧٧

بے عمل ہیں۔ وہ تقویٰ اور خوفِ الٰہی سے بے بہرہ ہیں، انہیں چوبیس گھنٹے فتنہ پروری کے سوا کوئی کام نہیں۔ ان حالات میں اکثریت خاموش رہنے والوں کی ہوتی ہے اور ان کی خاموشی بھی نقصان دیتی ہے کیونکہ وہ نہ حق کے ساتھ ہیں نہ باطل کے ساتھ۔ خیر و شر کے معرکہ میں ان کی خاموشی اور غیر جانب داری دراصل شر کو تقویت دیتی ہے۔ اس سے شر غالب آ جاتا ہے۔ چنانچہ یہی خاموشی ان کی ہلاکتوں کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ جب صحیح عالم و عارف اور صاحبانِ دانش و حکمت نہیں بچتے تو لوگ جاہل و بے عمل اور بے حکمت لوگوں کو عالم اور سربراہ بنا کے مسند پر بٹھا دیتے ہیں۔

2. حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.(۱)

اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے بندوں (کے سینوں) سے کھینچ لے بلکہ علماء کو وفات دے کر علم کو اٹھا لے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جہلا کو اپنا پیشوا بنا لیں گے۔ ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ان حالات میں جب لوگ ان سے سوال کرتے ہیں، شریعت کا کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں کہ اس بارے میں کیا حکم ہے، اس پر کیا فتویٰ ہے؟ وہ نام نہاد عالم اپنی جہالت اور فتنہ پروری اور گمراہی کے باعث جو کچھ بتاتے ہیں عوام انہیں قبول بھی کر لیتے ہیں۔ سیاسی میدان میں پاکستانی عوام نے مفاد پرست، خائن اور غاصب لٹیروں کو اپنے

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم، ۱: ۵۰، رقم: ۱۰۰

MNAs اور MPAs اور وزراء کے طور پر قبول کر رکھا ہے۔ کیا یہ لیڈر کہلانے کے قابل ہیں؟ کیا ان کا علم، ان کی دانش، ان کی حکمت، ان کی امانت، ان کی دیانت، ان کا تقویٰ اور کردار اس قابل ہے کہ انہیں اپنے لیڈر اور سربراہ بنایا جائے۔ یہ تو قوم کے دشمن ہیں۔ یہ ڈاکو، چور اور لٹیرے ہیں۔ یہ کہاں کے لیڈر ہیں؟ Exactly یہی کردار جو سیاست میں سیاست دانوں کا ہے وہ مذہب میں کچھ مذہبی رہنماؤں اور مولویوں کا ہے۔ یہ بالکل انہی کا عکس ہیں۔ ان کو بھی لوگوں نے علماء سمجھ رکھا ہے مفتی بنا رکھا ہے حالانکہ ان کا دین میں سوائے فتنہ گری، فتویٰ بازی، تفرقہ و انتشار اور لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔ ان نام نہاد مذہبی مفکرین کی پہچان کے لیے کوئی لمبے چوڑے پیمانے نہیں چاہییے، صرف ان کی زبان دیکھ لیا کریں۔ اگر ان کی زبان بااَخلاق ہے، نرم بولتے ہیں، قرآن وسنت سے باہر بات نہیں کرتے، کسی پر طعن وتشنیع نہیں کرتے، فرقہ واریت کو ہوا نہیں دیتے، دوسرے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر ومشرک نہیں کہتے، گالی گلوچ نہیں دیتے تو اچھے لوگ ہیں۔ بس یہی پہچان کافی ہے۔ اور جن کے منہ سے چوبیس گھنٹے آگ نکلتی ہے، غیظ وغضب نکلتا ہے؛ غیبت، چغلی، گالی، تہمت، الزام تراشی نکلتی ہے، ان کا یہ عمل اور کردار بتاتا ہے کہ یہ لوگ دین سے دور ہیں، نہ ان میں دین ہے نہ اَخلاق، نہ علم ہے نہ عمل ہے، نہ تقویٰ ہے نہ خدا کا خوف ہے اور نہ انسانی قدریں ہیں۔ ان کا روز مرہ کا عمل بتاتا ہے کہ وہ کس قدر دین میں مخلص ہیں۔

اب پاکستان میں یہی حال ہے کہ علم سے بے بہرہ شخص اپنے نام کے ساتھ علامہ اور مفتی لگائے پھرتا ہے۔ ہر بندہ مفتی ہے۔ امام ابن عابدین شامی نے ڈیڑھ سو سال قبل فرمایا تھا کہ 'ہمارے دور میں اب مفتی کوئی نہیں رہے، بلکہ اب صرف ناقلین رہ گئے ہیں'۔ وہ ڈیڑھ سو سال قبل فرما رہے تھے کہ اِس وقت کے علماء اب اِفتاء کے تقاضے اور شرائط پر پورا نہیں اترتے۔ تو اب جب مفتیان کا دور ہی نہیں رہا، صرف ناقلین رہ گئے ہیں تو اللہ کی پناہ کہ دو سو سال گزرنے کے بعد یک لخت ہر گلی میں مفتی پیدا ہو گئے ہیں۔

جو شخص پاکستان سے انگلینڈ میں یا یورپ میں، امامت کے لیے جاتا ہے وہ پہلے دن ہی اپنے نام کے ساتھ مفتی لگا لیتا ہے۔ اس سے اس کی تنخواہ بڑھ جاتی ہے۔ لوگ ان پر اعتبار بھی کرنے لگتے ہیں اور انہیں ٹی وی چینلز پہ بات کرکے اپنی مارکیٹ ویلیو بڑھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ چنانچہ سیاست اور مذہب کا حال ایک جیسا ہی ہے۔ ان حالات میں ہر کوئی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس دور میں اب بیداریِ شعور کی مہم کتنی ضروری ہو چکی ہے۔

اِطاعت و اِتباع کے پانچ اُصول اور مذہبی بیداریِ شعور

دینی شعور کے حوالے سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ عقیدے میں اگرچہ کہنے کی بہت سی چیزیں ہیں مگر محبت و مؤدت، تعظیم و تکریم اور اطاعت و اتباع کے باب میں پانچ اصول کبھی نہ بھولیے۔ جس کے پاس یہ پانچ اصول ہوں گے وہ حق پر ہوگا:

1. حضور نبی اکرم ﷺ کا دامنِ اَقدس ایک لمحے کے لیے بھی چھوٹنے نہ پائے۔ دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے ہمیشہ پختہ وابستگی رہے۔
2. ہمیشہ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے مقدس دامن سے جڑے رہیں۔
3. ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دامن کی خیرات کے طلب گار رہیں۔
4. اَولیاء و صالحین کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں۔
5. اَئمہ و محدثین اور فقہاء و مجتہدین سے پختہ نسبت کا دامن بھی ہاتھ میں رہے۔

محبت، ادب، اِتباع، پیروی؛ لفظ 'دامن' میں سب کچھ آ گیا۔ اوّلاً تمسک حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک سے ہو، پھر اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی ذواتِ مقدسہ سے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذواتِ مقدسہ سے، پھر اَولیاء و صالحین کی ذواتِ مبارکہ سے، پھر ائمہ، سلف صالحین، محدثین، علماء، فقہاء، مجتہدین سے۔ یہ پانچ ستون ہیں جن کے ذریعے آپ کا دین قائم رہے گا اور عقیدہ بھی صحیح رہے گا جو ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دے گا، گمراہ

ہوجائے گا جس طرح بعض لوگوں نے اپنے عقیدے سے صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم، محبت اور ان کی اتباع کو خارج کردیا اور وہ حق سے دور ہوگئے اور بعض نے اپنے عقیدے سے اہل بیت کی تعظیم و تکریم، محبت و اتباع کو خارج کر دیا اور حق سے دور ہوگئے۔ چنانچہ صرف سیاسی فیلڈ میں ہی بیداریِ شعور کی ضرورت نہیں، مذہبی اور اعتقادی پہلوؤں میں بھی اسی طرح بیداریِ شعور کی ضرورت ہے۔ اولیاء و صالحین اور ائمہ سلف مجتہدین سے تمسک کرنا اپنی زندگی کے لیے لازم کریں۔ خلفائے راشدین کے پاک دامن کو ہمیشہ تھامیں رکھیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ.(۱)

تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑنا لازم ہے۔

ان کو آقا علیہ السلام نے مہدیین کہا۔ اہل سنت وہ ہے جو بیک وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام دونوں کا دامن تھامے رکھیں۔ کُل اولیاء صالحین کے دامن سے تمسک کرے۔ اس شعور کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ جو کسی ایک معاملے میں بھی کمی یا بیشی کرے سمجھ لیں کہ وہ راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے۔ چنانچہ مذہبی، سیاسی اور قومی شعور کی بیک وقت بیداری ہونی چاہیے۔

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدع، ۵: ۴۴، رقم: ۲۶۷۶
۲۔ أبوداود، السنن، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ۴: ۲۰۰، رقم: ۴۶۰۷
۳۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدین المهديين، ۱: ۱۵، رقم: ۴۲

تجدید و اِحیاءِ دین کے حاملین کے لیے عظیم بشارت

حضور نبی اکرم ﷺ نے اُن لوگوں کو مبارک باد دی ہے جو ایسے فساد والے زمانے میں بیداریِ شعور کی مہم جاری رکھیں گے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا، وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ.(۱)

بے شک اسلام کی اِبتداء اَجنبیت سے ہوئی (یعنی دین کی اِتباع کرنے والے معاشرے میں اَجنبی لگتے تھے یا اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ دین کے پھیلنے کی اِبتداء سفر اور ہجرت سے ہوئی) اور (ایک زمانہ پھر ایسا آئے گا کہ) یہ دین (معاشرے میں) دوبارہ اجنبی لگے گا جس طرح کہ شروع میں لگتا تھا۔ اور (دین پھیلانے کی خاطر) الگ تھلگ ہونے ہونے والے (غرباء یعنی اجنبی لوگوں) کے لیے خوش خبری ہے۔

اِس حدیث مبارکہ میں آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام کی ابتداء بھی اس طرح ہوئی تھی کہ معاشرہ میں تنہا تنہا اور اجنبی تھا۔ کوئی کوئی اس کی طرف آرہا تھا یعنی اس کی ابتداء شانِ اَجنبیت کے ساتھ ہوئی، اس لیے اس کو غریب کہا۔ اور فرمایا کہ آخری زمانوں میں پلٹ کے پھر یہ ایسے ہوگا کہ معاشرہ میں اسلام پر عمل کرنے والے کم کم اور اجنبی لگیں گے۔ جب یہ زمانہ آئے گا (جو کہ اب آچکا ہے) تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ غرباء کو مبارک باد۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ اجنبی جو آج بے شعوری، فسق و فجور، گمراہی، کرپشن اور بے دینی بھرے ماحول میں اِسلام، ایمان، تقویٰ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اَحکام کے ساتھ کھڑے اَجنبی لگ رہے ہیں۔ اِس میں اِن علماء، اَئمہ اور خطباء کو بھی صد مبارک

(۱) ۱۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۲: ۱۳۸، رقم: ۱۰۵۲-۱۰۵۳
۲۔ بیہقی، کتاب الزہد الکبیر، ۲: ۱۱۷، رقم: ۲۰۵

باد جن کی شبانہ روز جد و جہد سے مساجد آباد ہیں اور قال اللہ و قال الرسول ﷺ کا پیغام لوگوں تک پہنچ رہا ہے۔ جن کے ذریعے قرآن اور سنت کی تعلیم نسلوں تک جاری ہے۔ جو کم وسائل میں بھی اِقامتِ صلوٰۃ کے شعائر برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے دم سے اللہ کے دین کا ذکر اور حضور ﷺ کی محبت اور صحابہ ﷺ، اَہلِ بیتِ اَطہار اور اولیاء و صالحین کے ساتھ عقیدتوں کا سفر جاری ہے۔ مبارک باد کے مستحق ہیں وہ غرباء، جو خدمت دین پہ صدق اور اخلاص کے ساتھ مامور ہیں، جو سوسائٹی میں اجنبی لگتے ہیں مگر دین کا دامن نہیں چھوڑ رہے اور بیداریِ شعور کی تحریک کو لے کے چل رہے ہیں۔ یعنی جب لوگ فساد کا شکار ہو کر بہک گئے ہوں، گمراہ ہو گئے ہوں، فسادِ علم، فسادِ عمل، فسادِ اَخلاق، فسادِ سیرت انکا شعار بن چکا ہوگا تو اس زمانہ میں یہ صالحیت پر قائم رہیں گے اور اِصلاح کا دامن تھامے رکھیں گے، فساد سے بچیں گے اور لوگوں کو بھی اُس فساد سے بچانے اور ان کے شعور کو بیدار کرنے کے لیے جد و جہد جاری رکھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص سے منقول حدیث مبارکہ میں دوسرے الفاظ یوں آئے ہیں:

طُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ ...... الَّذِینَ یُصْلِحُونَ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ.(۱)

مبارک ہو اُن اَجنبیوں کے لیے جو لوگوں کے فساد کے وقت اِصلاح کا بیڑہ اٹھائیں گے۔

جب فساد کا زمانہ آجائے گا، لوگ عملی اور فکری برائی کی زد میں ہوں گے، بد عقیدگی اور بد اخلاقی میں گرفتار ہو جائیں گے، امانت چلی جائے گی خیانت آجائے گی اور جھوٹ غالب ہوگا؛ جب فساد انگیزی عام ہو جائے گی تو مبارک باد اور خوش خبری اُن غرباء

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۱۶۴، رقم: ۵۸۶۷
۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۹: ۱۳، رقم: ۸۹۷۷
۳۔ دانی، السنن الوارده في الفتن، ۳: ۶۳۶، رقم: ۲۹۱

(یعنی معاشرے کے اجنبیوں) پر جو لوگوں کے شعور کو بیدار کریں گے اور فساد کا شکار ہو جانے والوں کی اِصلاح کی تگ و دو کریں گے۔ ان کے سوئے ہوئے شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کریں گے، آوازِ حق اُن کے کانوں تک پہنچائیں گے اور اُن کو سیدھی راہ کی طرف بلائیں گے۔

قوم اور معاشرے کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد کرنے والے رفقاء! تم ہی وہ غرباء ہو جنہیں آقا ﷺ نے مبارک باد دی ہے۔ یہ خوش خبری اُن سارے لوگوں کے لیے بھی ہے جو اُمتِ مسلمہ میں اس فساد کے زمانے میں اصلاح کا کام کر رہے ہیں اور خیانت کے غلبے میں دیانت کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور بے شعوری کے دور میں شعور کا چراغ جلا رہے ہیں وہ سب غرباء ہیں۔ اُنہیں آقا ﷺ نے مبارک باد دی ہے۔ گویا لوگوں کی اصلاح کرنے والے، اصلاح کا چراغ جلانے والے، دوسروں کو صحیح فہم اور شعور مہیا کرنے کی جد و جہد کرنے والے سب لوگوں کو آقا ﷺ نے غرباء کہا۔

فساد کہاں سے جنم لیتا ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سوسائٹی میں فساد آتا کہاں سے ہے؟ یاد رکھیں کہ فساد نا اَہل حکمرانوں کی طرف سے آتا ہے۔ یہ سیاسی اور حکومتی لیڈروں کی بد اَعمالیوں کے باعث رُونما ہوتا ہے۔ یہ بھی حدیث مبارکہ میں ہے جسے قاسم بن مخیّرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا صَلَحَ سُلْطَانُكُمْ، صَلَحَ زَمَانُكُمْ؛ فَإِذَا فَسَدَ سُلْطَانُكُمْ، فَسَدَ زَمَانُكُمْ.(۱)

اگر تمہاری حکومت سنور جائے تو تمہارا زمانہ سنور جائے گا؛ اگر تمہارے اَہلِ

(۱) دانی، السنن الوارده في الفتن، باب ما جاء ان صلاح الزمان بصلاح السلطان و فساده بفساده، ۳: ۶۵۳، رقم: ۲۹۸

حکومت فساد میں مبتلا ہو جائیں تو تمہارا زمانہ بگڑ جائے گا۔

گویا مسلم اُمہ کی بھلائی اس کے حکمران، لیڈروں اور رہنماؤں کے سنور جانے پر منحصر ہے۔ اَہلِ سلطنت اور اَہلِ حکومت بگڑ جائیں، فاسد ہو جائیں اور corrupt ہو جائیں تو زمانہ corrupt ہو جائے گا، یعنی سارا معاشرہ اور سوسائٹی corrupt ہو جائے گی۔

اِجتماعی اِصلاح کی ناگزیریت

آقا ﷺ نے اِس حدیث مقدسہ کے ذریعہ معاشی، معاشرتی، سماجی اور اَخلاقی اَبتری کی پوری philosophy بیان کر دی ہے۔ یہاں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے اگرچہ اَہلِ حکومت و سلطنت کے بگڑ جانے نے معاشرے کو بگاڑ دیا ہے، تاہم دوسروں سے لاتعلق ہوکر ہمیں اپنا حال سنوارنے اور دوسروں سے کنارہ کش ہوکر اپنے آپ کو بچانے سے تو کوئی نہیں روک رہا۔ ہمیں دوسروں کی کیا پڑی، ہم اپنا گھر درست رکھیں؟ یاد رکھیں! ایسا کریں گے تو ہم پر بھی ہلاکت اور تباہی آجائے گی۔ ان حالات میں بیداریِ شعور کی مہم ایک اہم فریضہ ہے۔ اِسی کو قرآن و سنت کی زبان میں اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کہتے ہیں۔ اسے صرف سیاسی حالات کی بہتری پر مختص نہ کریں۔ یہ ایک ہمہ جہت اِصطلاح ہے یعنی اس میں سیاسی طور پہ لوگوں کو بیدار کرنا، دینی و مذہبی طور پر بیدار کرنا، عقیدے اور اعتقادی طور پر بیدار کرنا، اَعمال اور اَخلاق میں بیدار کرنا اور فکر اور نظریات میں بیدار کرنا سب شامل ہیں۔ گویا بیداریِ شعور کی یہ مہم ایک ہمہ جہت اور مسلسل تگ و دو ہے۔

اِجتماعی اِصلاح کو نظر انداز کرنے کے نقصانات

اگر اَہلِ حق صرف اپنی فکر کرنے لگ جائیں اور اِجتماعی اِصلاح کی جد و جہد کو ترک کر دیں تو کیا نتائج نکلتے ہیں۔

1. اِس مضمون کو سمجھنے کے لیے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کو سنیے، جس

کے مطابق آقا ﷺ نے فرمایا:

إِذَا نَقَضُوا الْعَهْدَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ، وَإِذَا لَمْ يَأْمُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَشْرَارَهُمْ، ثُمَّ يَدْعُو خِيَارُهُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ.(۱)

جب لوگ اپنے وعدے توڑنے لگ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا دشمن ان پر مسلط فرما دے گا؛ اور جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے تو اللہ ان کے بدترین لوگوں کو ان پر مسلط فرما دے گا؛ پھر ان میں سے نیکو کار دعائیں بھی کریں گے تو ان کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔

2. اِس مضمون کی ایک اور حدیث امام طبرانی اور ابن ابی شیبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ. ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.(۲)

تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے برے لوگوں کو تم پر مسلط کر دے گا۔ پھر تمہارے اچھے لوگ اللہ تعالیٰ سے (مدد کی) دعا کریں گے لیکن ان کی دعا تمہارے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

---

(۱) دانی، السنن الوارده فی الفتن، باب ما جاء فيما ينزل من البلاء ويحل من العقوبة بهذه الأقةِ إذا عملت بالمعاصی واشتهرت بالذنوب، ۳: ۶۹۱، رقم: ۳۲۶

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۲: ۹۹، رقم: ۱۳۷۹

۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۴۶۰، رقم: ۳۷۲۲۱

۳۔ بزار، المسند، ۱: ۲۹۲، ۲۹۳، رقم: ۱۸۸

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۸: ۳۱۳، رقم: ۶۹۱۶

اَحادیث مبارکہ کی روشنی میں داخلی طور پر ہمیں یہی صورت حال درپیش ہے کہ عوام کے نمائندے دشمن بن کر عوام پر مسلط ہیں؛ جب کہ خارجی طور پر مسلمانوں کے دشمن مسلمانوں پر مسلط ہیں یعنی ہمارا اقتدار درحقیقت کسی اور ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم لوگوں کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد نہیں کریں گے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جھنڈا نہیں اٹھائیں گے یعنی جد و جہد کا یہ فریضہ انجام دینا چھوڑ دیں گے تو حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق بدترین دشمن ہمارے اوپر مسلط کر دیا جائے گا۔ یعنی جو سوسائٹی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے حکم سے پہلوتہی اِختیار کرے گی اس صورت میں اس سوسائٹی کے سب سے زیادہ گھٹیا اور کمینے لوگ ان کے لیڈر اور حکمران بن جائیں گے۔ یاد رکھیں! علماء، ائمہ، خطباء - جو اپنے مناصب کے حوالے سے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں - اگر شرم وحجاب اور خوف کے باعث چپ رہیں گے اور باطل کے خلاف جرات سے کام نہیں لیں گے تو پھر اَشرار لوگ ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے؛ اور اسی طرح اگر سیاسی وقومی طور پہ عوام چپ رہیں گے تو اَشرار سیاسی اور قومی سطح پر مسلط ہو جائیں گے۔ دیکھا جائے تو بے عملی کے حوالے سے حکمرانوں اور عوام کا تعلق reciprocal ہے، حکمران برے اور بدکردار ہوں گے تو عوام میں فساد آ جاتا ہے اور اگر عوام بُرے ہوں تو بدکردار حکمران ان پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان حالات میں ان کے اَخیار، اولیاء و صالحین، نیک اور شب زندہ دار پرہیزگار لوگ قوم کے لیے دعائیں بھی کریں تو ان کی دعاؤں کو قوم کے حق میں اللہ قبول نہیں کرے گا۔ کیوں؟ اس لیے کہ داعیین اور قوم دونوں نے اپنا فریضہ ادا نہیں کیا۔ خود پر ظلم کیا اور اَشرار یعنی گھٹیا، کمینے، خائن اور بددیانت لوگوں کو اپنے اوپر مسلط کرنے کا خود سبب بنے ہیں۔

ہماری سیاسی تاریخ اِس اَمر کی شاہد ہے کہ لوگ بار بار اپنا ووٹ دے کے اَشرار کو اَخیار کے اوپر لائے۔ اِس طرح انہوں نے خائن اور کرپٹ لوگوں پسند کیا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے دشمنوں کو خود پر مسلط کیا ہے۔ یہ جرم چونکہ عوام نے کیا ہے تو آقا علیہ السلام نے

فرمایا کہ ان کے حق کے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اولیاء اور صالحین کی دعائیں بھی قبول نہیں کرے گا۔ جیسے کہا گیا کہ

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

عذابِ اِلٰہی کا نزول

جب کوئی سوسائٹی یا قوم اللہ تعالیٰ کے حکمِ اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دے اور لاتعلق ہو جائے تو گناہ عام ہونے لگتے ہیں۔

1. امام ابو داود حضرت ھُشَیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے قدرت رکھنے کے باوجود برے کاموں سے منع نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِي، ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُّغَيِّرُوْا، ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا إِلَّا يُوْشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ.(۱)

جس قوم میں بھی برے کاموں کا اِرتکاب کیا جائے، پھر لوگ اِن برے کاموں کو روکنے پر قدرت رکھنے کے باوجود بھی نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے۔

2. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کو نظر

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۶۴، رقم: ۱۹۲۵۰
۲۔ أبو داود، السنن، کتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ۴: ۱۲۲، رقم: ۴۳۳۸
۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ۲: ۱۳۲۹، رقم: ۴۰۰۹

انداز کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾(١) وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُنْكِرُوْهُ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ.(٢)

اے لوگو! تم یہ آیت مبارکہ تو پڑھتے ہی ہو: ﴿اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کی فکر کرو، تمہیں کوئی گمراہ نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر تم ہدایت یافتہ ہو چکے ہو﴾۔ اور بے شک ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگ جب برائی کو پنپتے ہوئے دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب میں مبتلا کر دے۔

3. حضرت جریر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے برائی کو روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوْا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّمُوْتُوا.(٣)

---

(١) المائدة، ٥: ١٠٥

(٢) احمد بن حنبل، المسند، ١: ٢، رقم: ١

(٣) ١۔ أبو داود، السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ٤:١٢٢، رقم: ٤٣٣٩

٢۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ٢: ١٣٢٩، رقم: ٤٠٠٩

جو شخص بھی ایسی قوم میں رہتا ہو جس میں برے کام کیے جاتے ہوں اور لوگ ان کو روکنے کی قدرت رکھنے کے باوجود نہ روکتے ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کی موت سے قبل عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

یعنی جس سوسائٹی میں ظلم اور گناہ عام ہونے لگیں، نا انصافی عام ہو جائے، جبر و بربریت اور خیانت اور کرپشن کا دور دورہ ہو، سرِ عام جھوٹ بولا جائے، لوگوں کے حق تلف کیے جائیں اور لوگ ظالموں کو ظلم سے روکنے کے لیے اور بددیانت کرپٹ لوگوں کو کرپشن سے روکنے کے لیے حرکت میں نہ آئیں؛ وہ اپنے حقوق کی خاطر ان کے گریبانوں پر ہاتھ نہ ڈالیں اور حالات کو بدلنے کے لیے اپنا فریضہ ادا نہ کریں بلکہ ہر بار پلٹ کر پھر انہی کو ووٹ دے کے اپنے کندھوں پر سوار کرتے رہیں۔ یعنی انہیں اپنا حکمران بناتے رہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے گا اور اس میں نیک و بد کا فرق نہیں رہے گا۔

4. حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں خرابی اس لیے پختہ ہوگئی تھی کہ انہوں نے اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کا فریضہ ترک کر دیا تھا۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ کریں:

إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ كَانَ الرَّجُلُ يَرَى أَخَاهُ عَلَى الذَّنْبِ فَيَنْهَاهُ عَنْهُ. فَإِذَا كَانَ الْغَدُ لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأَى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ. فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ. فَقَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِيٓ إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۶۴

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۵۳۶، رقم: ۳۰۰

۵۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۲: ۳۳۲، رقم: ۲۳۸۲

يَعْتَدُوْنَ﴾.(۱) فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ: ﴿وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾.(۲) قَالَ: وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: لَا، حَتَّى تَأْخُذُوْا عَلَى يَدِ الظَّالِمِ فَتَأْطُرُوْهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا.(۳)

جب بنی اسرائیل میں خرابی واقع ہوتی تو اس وقت ان میں سے بعض لوگ اپنے دوسرے بھائی کو گناہ کرتے دیکھ کر منع کرتے۔ لیکن جب دوسرا دن ہوتا تو اس خیال سے نہ روکتے کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور ہم مجلس ہونا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو باہم مخلوط کر دیا۔ ان کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی ہے: ﴿بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے ان پر داؤد (علیہ السلام) اور عیسی بن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے﴾۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت یہاں تک پڑھی: ﴿اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی پر اور اس چیز پر جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے۔ لیکن ان میں سے اکثر

(۱) المائدة، ۵: ۷۸

(۲) المائدة، ۵: ۸۱

(۳) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، ۵: ۲۵۲، رقم: ۳۰۴۸

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ۴: ۱۲۱، رقم: ۴۳۳۶

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ۲: ۱۳۲۷، رقم: ۴۰۰۶

۴۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۱۴۶، رقم: ۱۰۲۶۸

۵۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۱۶۶، رقم: ۵۱۹

نافرمان ہیں﴾۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ پس آپ ﷺ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا: تم بھی عذابِ الٰہی سے اس وقت تک نجات نہیں پا سکتے جب تک کہ تم ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اُسے راہِ راست پر نہ لے آؤ۔‘‘

5. حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اَہم فریضے کو نظر انداز کرنے اور ایک مثال کے ذریعے اس مداہنت وچشم پوشی کے تباہ کن نتائج سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُوْدِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا. فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ. فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ. فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا: مَا لَكَ؟ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ. فَإِنْ أَخَذُوْا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ.(۱)

اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں نرمی برتنے والے اور ان میں مبتلا ہونے والے کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جنہوں نے کشتی میں (سفر کرنے کے سلسلے میں) قرعہ اندازی کی تو بعض کے حصے میں نیچے والا حصہ آیا اور بعض کے حصے

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، ۲: ۹۵۴، رقم: ۲۵۴۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۷۰

۳۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في تغيير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب، ۴: ۴۷۰، رقم: ۲۱۷۳

۴۔ بزار، المسند، ۸: ۲۳۸، رقم: ۳۲۹۸

میں اوپر والا۔ پس نیچے والوں کو پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا ہوتا تھا تو اس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ (اس خیال سے کہ اوپر کے لوگوں کو ان کے آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے) نیچے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑا لیا اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگا۔ تو وہ اس کے پاس آئے اور کہا: تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوتی تھی اور پانی کے بغیر میرا گزارہ نہیں۔ پس اگر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے بچا لیا تو خود بھی بچ گئے، اور اگر انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کر دیا اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈال لیا۔

6. حضرت قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر نے منبر پر کھڑے ہوکر بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ، ثُمَّ لَمْ يَأْخُذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَوْشَكُوا أَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ.(۱)

بے شک لوگ جب کسی ظالم شخص کو دیکھتے ہیں اور پھر اس کے ہاتھوں کو (ظلم کرنے سے) نہیں روکتے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔

یعنی اگر لوگ خود پر ظلم و ناانصافی ہوتا دیکھ کر بھی خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی گرفت اور عذاب میں ساری قوم کو شریک کرے گا۔ آپ خود سوچیے کیا ایک ایک حدیث کا اِطلاق ہمارے حالات پر نہیں ہو رہا ہے؟ اس کا ایک ہی علاج ہے کہ تحریک منہاج القرآن کا ہر فرد آقا ﷺ کے اِس پیغام کو لے کر اس قوم کے ایک ایک شخص کے

(۱) بيهقى، السنن الكبرى، كتاب آداب القاضى، باب يستدل به على أن القضاء وسائر أعمال الولاة، ۱۰: ۱۵٦

شعور کو بیدار کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو۔ تحریک منہاج القرآن کو بیداریِ شعور کی تحریک بنا دیں اور یہ تحریک سیاسی، دینی، مذہبی، اِعتقادی، اَخلاقی، سماجی، معاشرتی ہر پہلو کو محیط ہونی چاہیے۔ پہلے اپنا شعور بیدار کریں، اپنے اَحوال کی اصلاح کریں۔

7. اس حوالے سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور ارشاد بڑا واضح ہے۔ حضرت عدی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو عوام وخواص کے عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ ﷻ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتَّى يَرَوا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ. فَإِذَا فَعَلُوْا ذَالِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ. (۱)

بے شک اللہ تعالیٰ عوام کو خاص لوگوں کے برے اعمال کے سبب سے عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ (عوام) اپنے درمیان برائی کو کھلے عام پائیں اور وہ اس کو روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ روکیں۔ پس جب وہ ایسا کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام کو (بلا امتیاز) عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اگر برائی، کرپشن، ظلم اور ناانصافی کو ہوتا ہوا دیکھتے رہیں اور ان کو روکنے اور نظام کو بدلنے کی بجائے پھر اُسی ظالمانہ نظام کو ووٹ دیتے رہیں تو اس سے بڑھ کر بدبختی کیا ہوسکتی ہے؟ یاد رکھیں! جب ہم کسی شخص کو ووٹ دیتے ہیں تو فی الحقیقت ووٹ اس شخص کو نہیں بلکہ منتخب ہونے والے فرد کی کرپشن کو قانونی جواز دے رہے اس نظامِ اِنتخابات کو جا رہا ہے جو نظام ہمارا قومی دشمن ہے۔ اس کے خلاف نفرت کو بلند کریں اور پُراَمن

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۹۲
۲۔ مالك، الموطأ، كتاب الكلام، باب ما جاء في عذاب العامة بعمل الخاصة، ۲: ۹۹۱، رقم: ۱۷۹۹
۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۷: ۱۳۹

طریقے سے مسلسل اپنا احتجاج ریکارڈ کروائیں۔

اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کار بند جماعت کی پہچان

اُمت کے ان ناگفتہ بہ حالات میں آقا ﷺ نے صرف ایک جماعت کی بات کی جو ہر حال میں اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر پر ثابت قدم رہے گی۔ کاش! ہمارا شمار اُسی طبقے میں ہو جائے جس کا ذکر حضور نبی اکرم ﷺ نے بڑی محبت کے ساتھ اُمت کے سامنے بیان کیا۔

1. حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ.(۱)

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور انہیں رُسوا کرنے (کی کوشش کرنے) والا اُنہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

یعنی قیامت تک اُمت میں ایک طبقہ ایسا رہے گا جو حق کو غالب کرنے کی جد و جہد کرتا رہے گا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پیغام کو اور اس حکم کی انجام دہی کے لیے حق کے شعور کو بیدار کرنے میں جد و جہد کرتا رہے گا۔ آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا: وہ کسی مذمت کرنے والے کی مذمت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ کسی طعنہ دینے والے کی طعنہ زنی کی پرواہ نہیں کریں گے اور وہ اپنا کام کرتے رہیں گے۔ خواہ لوگ انہیں کتنا ہی برا کہیں اور شرمسار کریں وہ ان کی طعن و تشنیع کو خاطر میں نہیں لائیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ تو آقا ﷺ نے فخر کیا کہ جہاں بد دیانتی، شر اور ظلم چھا جائے گا؛ جہاں جہالت عام ہو جائے گی اور ظلم و ستم روا رکھا جائے گا وہاں قیامت تک میری اُمت میں ایک طبقہ

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الإمارة، باب قوله: لا تزال طائفة، ۳: ۱۵۲۳، رقم: ۱۹۲۰

ایسا بھی رہے گا جو اِن ساری برائیوں کی کثرت اور غلبے سے بے نیاز ہو کر حق کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد جاری رکھے گا اور وہ کبھی خیر کو ترک نہیں کرے گا۔

اگر ہم میں سے ہر کوئی یہ چاہے کہ اس کا شمار اس طبقے میں ہو جسے قبر اور حشر میں آقا ﷺ پہچان لیں کہ یہ بلا شبہ یہ میرے بیان کیے ہوئے طبقے کا فرد ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر حال میں حق کے شعور کو بیدار کرنے کی جد و جہد جاری رکھے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے خوف و بے نیاز ہو کر مصروف جد و جہد رہے۔

2. حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا لَمْ تَعْرِفُوا مَا كُنْتُمْ تُنْكِرُوْنَ، وَمَا دَامَ الْعَالِمُ يَتَكَلَّمُ فِيكُمْ بِعِلْمِهِ، فَلَا يَخَافُ أَحَدًا.(۱)

تم ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک کہ تم اُس شے کو نہ جان لو (یعنی اس پر عمل شروع کر دو) جس (کی برائی کے سبب اس) کا انکار کرتے رہتے تھے (یعنی اس سے بچتے رہتے تھے)؛ اور جب تک تم میں کوئی عالم اپنے علم کے ساتھ حق بات کہتا رہتا ہے اور وہ کسی سے نہیں ڈرتا (اُس وقت تم بھلائی پر رہو گے)۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ چیزیں جنہیں قرآن وسنت نے برا کہا جب تک تم انہیں برا نہیں جانو گے اور اچھے کو اچھا نہیں کہو گے، جب تک بد دیانتی کو بد دیانتی اور خیانت کو خیانت اور ظلم کو ظلم سمجھو گے، تم خیر پر رہو گے۔ جب تک شعور رکھنے والے

---

(۱) دانی، السنن الواردة فی الفتن، باب قول النبي ﷺ: لا تزال طائفة من أمتی علی الحق ظاهرین، ۳: ۷۴۴، رقم: ۳۶۵

اَہلِ علم ہمیشہ حق کی بات جرات سے کرتے رہیں گے اور لوگوں کا شعور بیدار کرنے کے لیے اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں گے اور کسی شخص سے نہیں ڈریں گے تو وہ خیر پر رہیں گے۔

مجدد اور تجدید دین

خیر کو زندہ دیکھنے اور اُمت میں دین کی قدروں کو زندہ کرنے کے لیے اللہ پاک نے ایک دائمی اور مسلسل تجدید کا نظام بنایا ہے اور ہر صدی کے شروع میں قیامت تک کے لیے اللہ اُمت میں مجدد بھیجے گا۔ نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے، اب کوئی نئی نبوت نہیں ہوگی، نئی کتاب نہیں ہوگی۔ اب دینی قدروں کو زندہ کرنے، لوگوں کے عقیدے کو درست رکھنے، ان کے اَعمال و اَخلاق کو درست کرنے، انہیں حق کا بھولا ہوا سبق پلٹ پلٹ کر یاد دلانے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو پھر سے راہِ حق پر گامزن کرنے کے لیے ہر صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو پیدا کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ایک حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ ﷻ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ، مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.(۱)

اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے لیے ہر صدی کے آغاز میں کسی ایسے شخص (یا اَشخاص)

(۱) ۱۔ أبوداود، السنن، كتاب الملاحم، باب مايذكر في قرن المائة، ۴:۱۰۹، رقم: ۴۲۹۱
۲۔ حاكم، المستدرك، ۴:۵۶۷-۵۶۸، رقم: ۸۵۹۲-۸۵۹۳
۳۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۶:۳۲۳، رقم: ۶۵۲۷
۴۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۱:۱۴۸، رقم: ۵۳۲
۵۔ داني، السنن الوردة في الفتن، ۳:۷۴۲، رقم: ۳۶۴

کو پیدا فرمائے گا جو اِس (اُمت) کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک نبوت و رسالت کا دروازہ بند کر دیا ہے اب ہر صدی کی ابتداء میں ایک مجدد کو مبعوث کرے گا جو مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوگا۔ چنانچہ مجدّدین برے زمانوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو زندہ کریں گے اور لوگوں کو دین کی تعلیم دے کر راہِ حق کی طرف لائیں گے۔ مجدد اللہ کے دین کے مٹی ہوئی یا مٹتی ہوئی یا مٹ جانے والی قدروں کو زندہ کر دے گا، وہ بھولے ہوئے سبق دوبارہ یاد دلائے گا، بھٹکے ہوئے لوگوں کو بلا کر پھر سے حق پر گام زن کر دے گا تا کہ یہ دین ہر صدی میں ایک نئی اور تازہ روح کے ساتھ پھر سے زندہ ہوتا رہے۔

منہاج القرآن ایک تجدیدی و اِحیائی تحریک ہے

تحریک منہاج القرآن موجودہ صدی میں تجدید و اِحیاءِ دین کی تحریک ہے۔ تجدید (revivalism) کا کام جیسے کوئی فرد بطور مجدد کرتا ہے ویسے ہی اُسی تجدیدی مساعی کے فروغ اور ترویج میں ایک جماعت بھی اپنا جاندار کردار ادا کرتی ہے۔ گویا تجدید اِنفرادی شکل میں بھی ہوتی ہے اور اِجتماعی شکل میں بھی۔ اِس صدی میں تجدید و احیائے دین اور اُمتِ مسلمہ کی فلاح کا کام تحریک منہاج القرآن کے ذمہ ہے۔ اِصلاحِ عقائد، قدر و منزلتِ مصطفیٰ ﷺ، عظمت و رفعتِ رسول ﷺ، عشق و محبتِ رسول ﷺ، ادب و تعظیم رسول ﷺ کی معرفت اور پہچان - جو گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں پھر سے بدعقیدگی اور گستاخی اور مادیت کی گرد میں چھپ گئی تھی - کو بحال کر رہی ہے۔ لوگوں کا صاحبِ گنبد خضری سے قلبی و روحانی تعلق کٹ رہا تھا۔ دین کی تعبیر روحانی نہیں مادی ہونے لگ گئی تھی۔ روحانی قدریں مٹ رہی تھیں۔ تصوف اور طریقت کا کام کرنے والے کے عمل دیکھ کر لوگ طریقت کو چھوڑنے لگے۔ جن کے پاس درست عقیدہ تھا، وہ علم سے محروم ہوگئے اور قصوں کہانیوں پر آ گئے۔ عقیدہ سچ تھا لیکن علم و عمل نہ رہا۔ خالی تقریریں اور وعظ و فتوے رہ

گئے۔ لہٰذا لوگ ان کی کم علمی اور بے عملی دیکھ کر سچے عقیدے کو چھوڑنے لگے۔ سچے عقیدے کے حاملین defensive ہوگئے تھے۔ انہیں اپنا دفاع مشکل تھا۔ ان حالات میں جدید نسل کو ان کی بولی میں بات بتانے والا کوئی نہ تھا۔ پندرہویں صدی ہجری کے آغاز یعنی ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء میں تحریک منہاج القرآن کا سفر شروع ہوا۔ آج آقاے دو جہاں ﷺ کے عشق و محبت کا عقیدہ defensive نہیں بلکہ باعثِ فخر ہے۔ خدا کی قسم! اگر اس تحریک کے پیچھے خدا کا فضل اور مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ نہ ہوتا، جتنی مخالفت اس کی تیس سال میں ہوئی، یہ کب کی دفن ہوچکی ہوتی۔ اِس تحریک کے ساتھ نہ کوئی حکومت تھی نہ کوئی سرمایہ دار؛ بلکہ حکومت و جاگیردار اور سرمایہ دار ہمیشہ مخالفت میں رہے۔ اخبارات و رسائل اور میڈیا بھی مخالف رہا۔ لیکن تحریک نے اپنا سفر یک سوئی کے ساتھ جاری رکھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس کی مدد و نصرت سے ممکن ہوا؟ زمینی اَحوال یہ تھے کہ سارا جہان راستے روکے، گولیاں چلائے، عدالتیں استعمال کرے، اخبارات استعمال ہوں، رسالے لکھے جائیں، مزاحمتیں اور سازشیں ہوں، کردار کشی ہو، ہر طوفان اٹھایا جائے مگر تحریک کو روکا نہ جاسکے۔ اس سے بڑھ کا اللہ رب العزت کے فضل اور اس کی مدد و نصرت کا ثبوت کیا ہوگا؟ اس تحریک کے حق ہونے اور اس صدی کی تجدیدی تحریک ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا؟ مصطفیٰ ﷺ کی غلامی کے قافلے کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا۔

آج دنیا کے سو سے زائد ممالک میں اس تحریک کے پرچم تلے فروغِ و اِشاعتِ دین کا کام ہورہا ہے۔ دنیا کے پانچوں براعظم میں منہاج القرآن کے مراکز، تعلیمی ادارے اور اسلامی مراکز موجود ہیں۔ اور پاکستان کا ایک ضلع بھی ایسا نہیں جو اس کے کارکنان یا مراکز سے خالی ہو۔ یہ اس کا تنظیمی فروغ ہے۔ دنیا بھر میں تحریک کی مختلف تنظیموں نے کروڑوں، اربوں روپے کے وسائل خرچ کرکے تحریک کا نیٹ ورک بچھا دیا ہے۔ چرچ، کلب اور سینما ہال خرید کر اللہ کے گھر بنا دیے ہیں۔ ماڈل اسکولز اور سیکڑوں کی تعداد میں ادارے بنے ہیں، ہزارہا لائبریریاں بنی ہیں، مراکز بنے ہیں۔ پھر انسانیت کی

فلاح و بہبود کے لیے اس کی ویلفیر فاؤنڈیشنز نے کام کیا ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی نے فروغِ تعلیم کے کام کیے ہیں۔ پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر کی سب سے بڑی اسلامک یونی ورسٹی بھی تحریک منہاج القرآن کی ہے۔ اس کے گریجوایٹس مصر اور عراق کی یونی ورسٹیوں کے برابر exchange پروگرام پر آتے جاتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر ایک ہزار تصانیف کا کام مکمل ہوا جن میں سے ساڑھے چار سو کتب اُردو، انگریزی اور عربی میں شائع ہوچکی ہیں۔ کئی صدیوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ان میں عرفان القرآن کے نام سے ترجمہ قرآن حکیم بھی ہے جو کہ اردو، انگریزی اور ہندی زبانوں میں چھپ چکا ہے جب کہ نارویجن اور ڈینش زبانوں میں ترجمہ عن قریب شائع ہوجائے گا۔ اُردو زبان میں سیرت کی سب سے بڑی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ بھی ہے۔ کثیر المجلدات کتب بھی زیر ترتیب ہیں، جن میں مجموعہ حدیث **جامع السنة** ہے۔ **هداية الأمة** تحریکی اَہداف پر مشتمل آیات و احادیث اور آثار و اقوال کا مجموعہ ہے۔ سلسلہ اربعینات کے تحت تین درجن کتب شائع ہوچکی ہیں۔ عقائد کے موضوع پر کئی درجن کتب شائع ہوچکی ہیں۔ اسی طرح فارسی، بنگالی، ہندی، جرمنی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں کتب کے تراجم ہورہے ہیں۔

علٰی ہذا القیاس ساٹھ ستر موضوعات اور میدانوں میں کتب اور تصنیفات ہیں۔ ہزار ہا لیکچرز ہیں۔ عام طور پر دیگر جماعتوں اور تنظیمات میں آپ کو اگر کہیں تقریر ملے گی تو تصنیف نہیں ملے گی کیونکہ جو خطاب کرنے والے ہوئے ان کی تدریس نظر نہیں آئے گی۔ جو تدریس کرنے والے ہوئے ان کی تربیت نظر نہیں آئے گی۔ جس سمت نظر اٹھا لیں ایک ہی میدان میں کام ہوگا۔ اِلّا یہ کہ کسی نے تقاریر کو مرتب کر کے چند کتب چھوٹی یا بڑی لکھ دی ہوں۔ مگر آپ سمجھیں کہ کوئی کثیر التصانیف ہوگا با قاعدہ اور یہ ساری جہتیں اکٹھی ہوں گی کہ ہزار ہا موضوعات پر خطاب بھی ملیں اور ایک ایک خطاب تین تین چار چار گھنٹے کا بھی ہو اور ایک خطاب خود ایک کتاب بن جائے۔ تدریس بھی ملے، تقریر بھی ملے، وعظ

و نصیحت بھی ملے، تعلیم و تربیت بھی ملے، تصنیف و تالیف بھی ملے، تعمیرات بھی ملیں، ادارے بھی بنیں، تنظیمات بھی بنیں تو یہ سعادت فقط تحریک منہاج القرآن کو حاصل ہے۔

لیکن یاد رکھیں! یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خاص لطف و کرم اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خاص توجہات سے ہوتا جا رہا ہے، ورنہ اس کی کوئی توجیہ ہمارے پاس نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات ہیں کہ اس صدی میں منہاج القرآن کے ذریعے اسلام کی تجدید ہونی ہے۔ اس لیے اللہ کے امر اور آقا علیہ السلام کے معجزے سے یہ تکمیل ہو رہی ہے۔ جب اللہ کا اَمر ہوتا ہے تو پھر ہر ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔ اس صدی کی دین اسلام کی تجدید تحریک منہاج القرآن کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کروا رہا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس قافلے میں شریک ہو گئے۔ لوگ آتے رہیں گے اور جاتے رہیں گے۔ ہر ایک کو منزل نصیب نہیں ہوتی۔ خوش نصیب ہے جو اس گاڑی پہ چڑھے گا اور توڑ جا کے اترے گا۔

لہٰذا آپ یہ ذہن نشین رکھیں کہ آپ نے کیا کرنا ہے؟ اللہ نے دینِ اسلام کی تجدید کا فریضہ آپ کے ذمہ کیا ہے۔ اس لیے آپ اِس تحریک کا پیغام گھر گھر تک پہنچائیں۔ آپ شعور کو بیدار کرنے کا فریضہ ادا کریں۔ دینی قدروں کو بحال کرنے اور لوگوں کے اَعمال، اَخلاق، اَحوال، عبادات اور معاملات کو بہتر کرنے کے لیے اَوّلاً اپنے اندر سے تحریک شروع کریں اور پھر اِس صدی کی تجدیدی تحریک کا پیغام قوم کے ہر ہر فرد تک پہنچا دیں۔

خدمت دین کے لیے اِنفاق فی سبیل اللہ

دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت، رفاہِ عامہ و فلاح پر مشتمل تجدید کا اتنا بڑا عالم گیر کام منہاج القرآن کے رُفقاء و اراکین اور وابستگان سے ایثار مانگتا ہے۔ اتنے بڑے ہمہ گیر اور ہمہ جہت کام کے لیے وسائل درکار ہوں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ مشن اور مشن کا عالم گیر کام وسائل کے اعتبار سے کبھی بھی کسی کمزوری اور محرومی کا شکار ہو جائے۔ اس لیے

ضروری ہے کہ کارکنان و وابستگان میں سے ہر کوئی اِنفاق فی سبیل اللہ کے تحت ماہانہ آمدن کا ایک فیصد تحریک کے نام وقف کرے اور ’خدمتِ دین فنڈ (KMF)‘ میں جمع کرائے تا کہ آقا ﷺ کا پیغام پوری قوت اور تاثیر کے ساتھ جاری و ساری رہے۔ یاد رکھیں! جو آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اس کا مال نہ کبھی ختم ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔

1. حدیث پاک میں ہے کہ آقا ﷺ نے ایک صحابی کے سینے پر دستِ مبارک مار کر تین بار اِرشاد فرمایا:

أَنْفِقْ يُنْفِقِ اللهُ عَلَيْكَ. (۱)

(اللہ کی راہ میں) خرچ کیا کر۔ اللہ تجھ پہ خرچ کرے گا۔

2. ایک اور مقام پر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُ اللهُ تعالى: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾. (۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿جو کوئی ایک نیکی لائے گا تو اس کے لیے (بطور اَجر) اس جیسی دس نیکیاں ہیں﴾۔

3. سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْفِقْ بِلَالُ، وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا. (۳)

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۲۴۷، رقم: ۸۵۳۶
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۳: ۱۲۸
(۲) مسلم، الصحيح، كتاب العلم، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله تعالى، ۴: ۲۰۶۸، رقم: ۲۶۸۷
(۳) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱: ۳۴۲، رقم: ۱۰۲۵
۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱۰: ۴۳۰، رقم: ۶۰۴۰

اے بلال! خرچ کر اور عرش والے سے مال کم ہونے کا خوف نہ کھا۔

4. جو خرچ کرتا ہے اللہ اس کا مال کم نہیں کرتا۔ ہم نے یہ سبق سیدنا صدیق اکبر ﷺ سے سیکھا ہے۔ جب آقا ﷺ نے پوچھا:

يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟

اے ابوبکر! گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟

تو سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے عرض کیا:

أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ. (۱)

گھر والوں کے لیے اللہ اور اللہ کا رسول چھوڑ کے آیا ہوں۔

5. سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ جب سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت شقیق بلخی کی ملاقات ہوئی تو سیدنا امام جعفر الصادق ﷺ نے پوچھا: آپ کے ہاں اللہ والوں کا کیا حال ہے اور آپ کے ہاں فتوت (یعنی اللہ کی راہ میں اَحباب پر خرچ کرنے) کا کیا حال ہے؟ حضرت شقیق بلخی ﷺ نے جواب دیا کہ حضور! ہمارے ہاں تو حال یہ ہے کہ مل جائے تو شکر کرتے ہیں، نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مدینے کے کتوں کا بھی یہی حال ہے۔ مل جائے تو شکر کرنا اور نہ ملے تو صبر کرنا۔ ہمارے ہاں مردانِ حق کا حال یہ ہے کہ مل جائے تو بانٹ دیتے ہیں نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔ (۲) نہ ملے تو شکر اس لیے کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حلال کا رزق ملے

(۱) ۱۔ أبو داؤد، السنن، كتاب الزكاة، باب في الرخصة في ذلك، ۲: ۱۲۹، رقم: ۱۶۷۸

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في مناقب أبي بكر وعمر ﷺ، ۵: ۶۱۴، رقم: ۳۶۷۵

(۲) قشيري، الرسالة، باب الفتوة: ۳۸۴

تو اس کا حساب ہوگا اور اگر حرام کمایا تو عذاب ہوگا۔ چنانچہ نہ ملے تو شکر کرتے ہیں کہ حساب سے تو بچ گئے۔

حرفِ آخر

آخری بات یہ ہے کہ حق کی نصیحت پہلے اپنی ذات کو کریں، اپنے اَعمال، اَحوال اور اَخلاق کو درست کریں۔ نمازِ پنج گانہ کی پابندی کریں۔ ظاہری اور باطنی طہارت کا ہمیشہ خیال رکھیں۔ رزائلِ اَخلاق سے بچیں، دوسروں کی پردہ پوشی کو اپنا وطیرہ بنائیں۔ محض عقیدت سے تجدید دین کا کام نہیں ہوتا، قرآن حکیم اور حدیث رسول ﷺ کا مطالعہ روز مرہ کا معمول بنائیں۔علم و آگہی کے بغیر تحریکیں زندہ نہیں رہتیں، اس لیے خود میں شوق و ذوقِ مطالعہ پیدا کریں۔ عرفان القرآن، سیرۃ الرسول ﷺ، المنہاج السوی، کتاب التوحید، کتاب البدعہ اور دیگر کتبِ عقائد و تصوف کا مطالعہ ہمیشہ جاری رکھیں۔ فکری نظریاتی، تربیتی موضوعات پر CDs اور DVDs کی شکل میں خطابات مرکز پر موجود ہیں ان سے بھر پور استفادہ کریں۔ یہ تمام مواد اِنٹرنیٹ پر بھی موجود ہے، جسے بآسانی ہر جگہ پڑھا، سنا اور دیکھا جاسکتا ہے۔

آخر میں ایک حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ فِی الْأَرْضِ أَوَانِیَ، أَلَا وَهِیَ الْقُلُوبُ، وَأَحَبُّهَا إِلَی اللهِ: أَرَقَّهَا وَأَصْفَاهَا وَأَصْلَبُهَا.(۱)

زمین پر اللہ کے برتن ہیں۔ جان لو! کہ وہ (لوگوں کے) قلوب ہیں۔ اور ان میں سے اللہ کے نزدیک محبوب ترین وہ (برتن یعنی دل) ہیں جو سب سے زیادہ

(۱) حکیم ترمذی، نوادر الأصول فی أحادیث الرسول ﷺ، ۴:۳-۴

نرم، سب سے زیادہ صاف شفاف (یعنی میل کچیل سے پاک) اور سب سے زیادہ مضبوط (ومستحکم اور ثابت قدم) ہوتے ہیں۔

یہ حدیث مبارکہ ایک مومن کے لیے زندگی بسر کرنے کا ایک عملی نصاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو وہی دل سب سے زیادہ پیارے ہیں جن میں نرمی، محبت اور استقامت ہے؛ جو نفرت اور غیض وغضب سے پاک ہیں اور جو حرصِ دنیا اور لالچ وشہوت سے کلیتًا پاک ہیں۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں؛ گناہوں، بری خواہشات سے ہمیشہ خود کو پاک رکھتے ہیں۔ معاملاتِ زندگی میں دوستوں اور مسلمان بھائیوں میں نرم برتاؤ کرنے والے ہیں۔ ہر دم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندگی میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ یہ نیکیوں کا ایسا چارٹر ہے جس پر عمل پیرا ہوئے بغیر ہم تجدید دین اور تحریکِ بیدارئ شعور کے اَہداف حاصل نہیں کر سکتے۔

ہمیں ہر روز اپنے اَعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ گزرے کل کی نسبت آج کے دن کس قدر اللہ ﷻ کے قریب ہوئے ہیں۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ پیار محبت اور شفقت میں اضافہ ہوگا اور قلوب دنیوی میل وکچیل اور گناہوں سے پاک و صاف ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بیدارئ شعور کی تحریک میں کامیاب و کامران فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)